عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | یکم تا ۷/صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/فروری ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۶

حجاب کا حکم

ملکی صورتحال
خطرناک منصوبہ کی تکمیل

نونہالانِ قوم کی تعلیم و تربیّت

انگریزی نبی کی زندگی کے چند نقوش

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

معیشت کی تنگی

شفاعت خان (ایڈووکیٹ)، ہری پور

س:...... قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”جو میرے ذکر سے منہ پھیرتا ہے میں اس کی معیشت تنگ کردیتا ہوں۔“

ہم آج کل کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ کفار یا غیر مسلموں کی معیشت پھل پھول رہی ہے جبکہ مسلمانوں کی معیشت تنگ ہے باوجود اس کے کہ مسلمان اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں؟ براہ مہربانی اس الجھن کو سلجھائیے۔

ج:...... بلاشبہ یہ حکم اور وعدہ مسلمانوں کے لئے ہے، کفار تو ایمان سے ہی محروم ہیں وہ ذکر الٰہی کیونکر کریں گے؟ یعنی ایمان لانے کے بعد جو یہ جرم کرے گا اس کو یہ سزا دی جائے گی۔

الف:...... ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم حفاظت کے لئے ہے کہ جن لوگوں نے قرآن یاد کیا تھا اور پھر اس کو بھلادیا تھا ان کو دنیا میں معیشت کی تنگی کا سامنا ہوگا۔

ب:...... اگر یہ حکم کفار کے لئے بھی ہو تو معیشت کی تنگی کا یہ معنی نہیں کہ ان کو صرف مال کی تنگی کا سامنا ہوگا بلکہ کروڑوں، اربوں کی دولت کے باوجود دل ودماغ کا سکون اور حرص ولالچ اور دنیا کی ہائے ہائے کی جوع البقر کا ہوجانا بھی اس کا مصداق ہوسکتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود یہ احساس کہ میرے پاس کچھ نہیں یہ بھی معاشی تنگی ہے۔ اس سب سے بڑھ کر دنیا کافر کے لئے جنت ہے اور جنت میں جتنا بھی ہو کم ہے، یوں بھی یہ معاشی تنگی کا منظر ہے۔

س:...... دوسرا سوال یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”قرآن میں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔“ گمراہ کو ہدایت کہاں سے ملے گی؟

ج:...... یعنی یہ قرآن ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو تقویٰ اختیار کرنا چاہیں گے اور جو تقویٰ اختیار نہ کرنا چاہیں ان کے لئے زبردستی اس میں ہدایت مسلط کرنے کا کوئی انتظام نہیں کہ زبردستی ان کو ہدایت دے دی جائے۔

مسجد کی ٹوپی سے نماز

محمد وسیم، کراچی

س:...... میں نے سنا ہے کہ مسجد میں جو ٹوپی رکھی ہوئی ہوتی ہے ان سے نماز نہیں ہوتی واضح کریں کہ اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... جس گندی ٹوپی کو پہن کر کسی معزز تقریب میں نہ جایا جاسکتا ہو، اس سے نماز مکروہ ہے۔ لہٰذا اس ٹوپی سے بھی نماز مکروہ ہے، آپ نماز کے لئے اچھی سی ٹوپی خرید لیں، آخر اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہیں تو اس کی شان کے مطابق احترام سے جائیں۔

س:...... میرے بھائی کا نام سمیر ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ نام اسلامی ہے کہ نہیں؟ اس بارے میں بھی واضح کریں؟

ج:...... یہ نام جائز ہے۔

خلع کی ڈگری

صائمہ مستقیم، کراچی

س:...... آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ شوہر اگر ضدی ہو اور ایسے شوہر کے طلاق نہ دینے کی صورت میں اگر عدالت خلع کا فیصلہ کردے تو طلاق معتبر ہے، میں نے بھی عدالت سے خلع حاصل کرلیا ہے، ڈگری کے پیپر بھی مل گئے ہیں، جج صاحب نے میرے اور میرے وکیل کے سامنے، شوہر اور اس کے وکیل کے سامنے یعنی ہم چاروں کے سامنے خلع کا آرڈر سنایا۔ میں نے یونین کونسل میں بھی درخواست دی وہاں سے بھی تنسیخ نکاح کا آرڈر مل گیا، جہیز کا سامان بھی آگیا۔ اس صورت میں آپ کی رائے لینی ہے کہ طلاق ہونے میں کوئی کمی تو نہیں اور عقد ثانی کرنے میں کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟

ج:...... اگر عدالت نے آپ کے اعتراض اور اشکالات شوہر صاحب کے سامنے رکھے اور کہا کہ اس کو خلع دیدو اور اس نے خلع نہ دی اور پھر عدالت نے شوہر کی موجودگی میں آپ کو خلع کی ڈگری جاری کردی تو آپ کی خلع معتبر ہے اور آپ عدت گزار کر دوسری جگہ عقد ثانی کرسکتی ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۲۷ شمارہ:۶ یکم تا ۷/صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵/فروری ۲۰۰۸ء

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سیّد محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں

ملکی صورت حال — خطرناک منصوبے کی تکمیل!	۳	اداریہ
درسِ حدیث	۶	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
کیا حجاب صرف ازواج نبیؐ کے لئے تھا؟	۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
بیعت و نسبت	۱۱	مولانا علاؤ الدین افغانی
سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ	۱۵	علامہ محمد عبداللہ
نونہالانِ قوم کی تعلیم و تربیت	۱۷	عبدالشکور رحمانی روحانی
فضائل قرآن کریم	۱۹	پروفیسر عبدالظاہر خان تنگھانوی
قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب	۲۱	مولانا اللہ وسایا
انگریزی نبی کی زندگی کے چند نقوش!	۲۳	مفتی اعجاز احمد قاسمی
بزمِ اطفال	۲۶	قاضی احسان احمد

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

ملکی صورتِ حال

خطرناک منصوبہ کی تکمیل!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان میں دین، اہلِ دین، علماء کرام، طلبہ، دینی اداروں، اسلامی وضع قطع رکھنے والوں، دینی مدارس ومساجد، دینی مراکز، دینی کام کرنے والے افراد، اداروں اور جماعتوں کے خلاف جس طرح فضاء بنائی جارہی ہے اوران کو جس طرح مطعون، بدنام اور قابلِ گردن زدنی قرار دے کران کے خلاف پوری دنیا کے مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کو اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دی جارہی ہے اور پاکستان میں عملاً ان کے خلاف جو کچھ ہورہا ہے، اس کو دیکھ کر نہیں کہاجاسکتا کہ یہ سب کچھ محض حادثاتی یا اتفاقی ہے، بلکہ یہ کسی طے شدہ منصوبہ کی تکمیل اور طویل پروگرام کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

اس موقع پر پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی مرحوم کی مرتبہ ''انوارِ عثمانی'' کا وہ اقتباس رہ رہ کر یاد آتا ہے، جس میں انہوں نے مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھنوٴ کے حوالہ سے آج سے کوئی ۶۴ سال پیشتر اسی قسم کے پروگرام اور منصوبہ کی نشاندہی فرمائی ہے، چنانچہ حضرت مولانا منظور نعمانی قدس سرہ لکھتے ہیں:

> ''کئی سال ہوئے ایک بہت بڑے مسلمان سرکاری عہدیدار نے...... جو غالباً ''سر'' کا خطاب بھی رکھتے ہیں...... مجھ سے دوران گفتگو میں کہا تھا کہ آپ لوگ اور آپ کے یہ مذہبی گھروندے...... مدرسے اور خانقاہیں...... صرف اس لئے ہندوستان میں باقی ہیں کہ انگریزی حکومت کی پالیسی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے، جس دن پالیسی بھی ہمارے ہاتھ میں آجاوے گی، ہم آپ لوگوں کو اور آپ کے اڈوں کو ختم کردیں گے۔ اور مداخلت فی الدین کے نعروں سے آپ عوام میں جو ہیجان، انگریز یا ہندو کے خلاف پیدا کردیتے ہیں، ہمارے خلاف پیدا نہیں کرسکیں گے، ہم جو کچھ کریں گے مسلمان قوم کو ساتھ لے کر کریں گے اور رائے عامہ کو اتنا زیادہ تیار کردیں گے کہ وہ آپ لوگوں کو اپنے مفاد کا دشمن اور قابل قتل سمجھنے لگیں گے، جیسا کہ ترکی میں ہوچکا۔'' (انوار عثمانی، ص:۱۵۵)

گویا دوسرے الفاظ میں ان صاحب کا فرمانا تھا کہ: ہم دین ومذہب کو بگاڑنا یا اس کا مثلہ کرنا چاہیں گے، تو ہماری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی، صرف یہی نہیں بلکہ اگر ہم ملا، مولویوں اور اہلِ دین کو پھانسیاں دینا چاہیں گے یا ان پر بمباری کریں گے، تو اسلامی وملکی مفاد کا نعرہ لگاکر اور غدار غدار کا شور مچاکر کریں گے، الغرض جو کام بھی کریں گے ملک وملت اور دین ومذہب کے مفاد کے نام پر کریں گے۔ اور تمہارے خلاف مسلمانوں کو ذہنی طور پر اتنا تیار کریں گے اور رائے عامہ کو اس قدر تمہارے خلاف کریں گے کہ تم کو مجرم وقابل گردن زدنی جانا جائے گا، چنانچہ ہم اگر دین ومذہب، مدارس، مساجد اور دینی حلقوں اور اداروں کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہیں گے تو ان کے حق میں کہیں سے کوئی آواز نہیں اٹھے گی۔

دیکھا جائے تو بلاشبہ موجودہ ملکی صورت حال میں دین داروں، علماء، صلحاء، اربابِ دین اور دین ومذہب سے وابستگی رکھنے والوں کے خلاف کریک ڈاوٴن اور آپریشن وغیرہ، اسی خواب کی تعبیر اور منصوبہ کی تکمیل لگتی ہے۔ کیا وانا، وزیرستان، سوات آپریشن، سانحہ لال مسجد اور اس کے بعد کی ملکی صورت حال وغیرہ اس کی

تصدیق نہیں کرتے؟

بایں ہمہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ لال مسجد میں ہزاروں معصوم طلبہ وطالبات، علماء اور صلحاء کو خاک وخون میں نہلا دیا گیا، مسجد و مدرسہ پر بمباری کی گئی مگر پھر بھی مارنے والے نہیں مرنے والے اور قاتل نہیں مقتول، ظالم ہیں، وہی دہشت گرد اور وہی تشدد پسند ہیں؟ فیا سبحان اللہ!

اسی طرح باوجود اس کے کہ وزیرستان، وانا اور سوات کے مسلمانوں پر آگ و آہن اور گولہ وبارود کی بارش برسائی جارہی ہے مگر پھر بھی وہ مجرم اور اس ''کار خیر'' کو انجام دینے والے معصوم ہیں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ اس ملک سے دین اور دینی اقدار کے خاتمہ کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایسے لوگوں کو پہلے اکسایا جاتا ہو؟ اور ان کو دین کے نام پر گمراہ کیا جاتا ہو؟ اور ان کے نام پر کچھ لوگوں پر تشدد کیا جاتا ہو؟ یا ان کو قتل کرکے یا ان کی گردنیں کاٹ کر روڈ پر پھینکی جاتی ہوں؟ اور پھر اس کو جواز بنا کر ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہو؟

ہمارے خیال میں انوار عثمانی کے اقتباس کو پڑھنے کے بعد واضح طور پر نظر آتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی منصوبہ کی تکمیل ہے، جس میں فرمایا گیا تھا کہ:

''ہم جو کچھ کریں گے مسلمان قوم کو ساتھ لے کر کریں گے اور رائے عامہ کو اتنا زیادہ تیار کریں گے کہ وہ آپ لوگوں کو اپنے مفاد کا دشمن اور قابل قتل سمجھنے لگیں گے جیسا کہ ترکی میں ہو چکا۔''

بہر حال اس صورت حال کے پیش نظر علماء، صلحاء، طلباء، ارباب دین، دینی مدارس اور دینی جماعتوں کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے اور اس خطرناک صورت حال کے تدارک کی فکر کرنی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دین دشمن اپنی سازشوں میں کامیاب ہو کر پاکستان سے دین اور دینی اقدار یا دین دار طبقہ کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

خصوصاً سوات اور وزیرستان کی صورت حال بہت ہی زیادہ خطرناک ہے، اور اس وقت وہاں کے لوگوں کو جس قدر ہیجان اور جذباتیت سے مغلوب کیا جارہا ہے، یہ حکومت اور مقامی آبادی کے لئے قطعاً مفید نہیں، اس وقت حکومت اور مقامی آبادی کو جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ کہیں حکومت اور مسلمانوں کو کوئی استعمال تو نہیں کررہا اور کہیں ان کا جوش وجذبہ یا حکمت عملی خود ان کے خلاف یا دین واہل دین، دینی مدارس، علماء اور صلحاء کے خلاف تو نہیں جارہی؟ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور پاکستان کی بقا اور وجود کے اسباب...... دین، دینی مدارس، خانقاہیں، دینی جماعتیں اور دین دار مسلمانوں...... کی حفاظت فرمائے۔

اس موقع پر ہم ارباب حکومت اور فوج کے ذمہ داروں سے بھی کہیں گے کہ اپنی قوت وطاقت اور اسلحہ یا بارود اپنی نہتی رعایا پر آزمانا یا استعمال کرنا جواں مردی نہیں، جواں مرد سرحدوں میں لڑا کرتے ہیں نہ کہ گھروں میں بیٹھے معصوم شہریوں، عورتوں، بچوں بوڑھوں کے خلاف۔ اپنی ناراض قوم کو منانے یا مطیع و فرمانبردار بنانے کا یہ طریقہ نہیں کہ ان پر گولیاں برسائی جائیں گولی اور بم کے بجائے، ان کی شکایات کے ازالہ سے ہی ان کو اپنی طاعت ومحبت کا اسیر بنا سکتا ہے۔

اسلام کا انتہا پسندی سے کوئی تعلق نہیں

مگر یہ مغرب کے لئے چیلنج ہے: کارڈینیل پال پوپارڈ

''روم (جنگ نیوز) پوپ جان پال دوم کے رفیق خاص کارڈینیل پال پوپارڈ نے کہا ہے کہ اسلام کا انتہا پسندی یا تشدد سے کوئی تعلق نہیں، مگر یہ تیزی سے پھیلنے کے باعث مغرب کے لئے چیلنج بنا ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ اسلام ایک دین، ثقافت اور طرز زندگی ہے، کلیساؤں کی کونسل کے چیئرمین نے کہا کہ صدیوں سے اسلام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جبکہ یورپ کے بہت سے مسیحی، زندگی کی ضروریات کے تحت چرچ سے رعایتیں حاصل کرتے رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ یورپ میں اسلام کی موجودگی محسوس کی جارہی ہے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی ۱۵/نومبر ۱۹۹۹ء ص:۱۰)

درسِ حدیث

کھانے کے آداب واحکام

بجو کے کھانے کے بارے میں!

فائدہ:...... "الضبع" کے بارے میں صاحب قاموس لکھتے ہیں کہ: یہ ایک درندہ ہے، بھیڑیے کے مشابہ ہے، جب چلتا ہے تو ایک طرف لنگڑا کر چلتا ہے۔

"ضبع" کا ترجمہ عام طور سے "بجو" کیا جاتا ہے، مصباح اللغات، المنجد اُردو اور مظاہر حق جدید میں بھی اس کا ترجمہ "بجو" کیا گیا ہے۔

نواب قطب الدینؒ نے "مظاہر حق" میں اس کا ترجمہ چرغ کیا ہے، اور چرغ کے بارے میں نور اللغات میں لکھا ہے: "ایک درندے کا نام جس کو تیندوا کہتے ہیں" وارث سرہندی کی "علمی لغت" میں بھی چرغ کے معنی تیندوے لکھے ہیں۔ صاحب صراح نے "ضبع" کا ترجمہ فارسی میں "کفتار" نقل کیا ہے، اور صاحب غیاث اللغات اسی کے تتبع میں لکھتے ہیں:

"ضبع بفتح اول وضم ثانی وعین مہملہ بمعنی جانورے کہ آں را کفتار گویند، و بہ ہندی "ہنڈار" نامند، وبسکون بانیز آمدہ، وبفتح اول وسکون ثانی بمعنی بازو وبغل، از صراح ومنتخب، وبحر الجواہر"

"ابن ابی عمارؒ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: کیا ضبع شکار ہے؟ فرمایا: ہاں! میں نے کہا: اس کو کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! میں نے کہا: یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے؟ فرمایا: ہاں! مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، بعض اہل علم اس کی طرف گئے ہیں، وہ ضبع کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام احمد واسحٰق رحمہما اللہ کا یہی قول ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ضبع کے کھانے کی کراہیت میں مروی ہے اور اس کی سند قوی نہیں اور بعض اہل علم نے ضبع کے کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہی قول ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱)

"حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: کیا کوئی شخص ضبع کو بھی کھا سکتا ہے؟ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھیڑیے کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص جس میں کوئی خیر ہو، بھیڑیے کو بھی کھائے گا؟" (ترمذی، ج:۲، ص:۱)

تشریح:

ضبع کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہے، امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حرام ہے۔

پہلی حدیث امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی دلیل ہے، دُوسری امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی دلیل ہے۔ یہ دُوسری حدیث، جیسا کہ مصنف امام نے فرمایا، اگرچہ ضعیف ہے، لیکن حدیث متواتر، جس میں کچلیوں سے شکار کرنے والے درندوں (کل ذی ناب من السباع) کو حرام قرار دیا گیا، اس کی مؤید ہے، واللہ اعلم!

اسی طرح دُوسری حدیث میں بھیڑیے کے بارے میں فرمایا ہے کہ: جس شخص میں ذرا بھی خیر ہو، کیا وہ بھیڑیے کو کھا سکتا ہے؟ بھیڑیے کا درندوں میں ہونا سب کے نزدیک مُسلَّم ہے اور اس کی حرمت پر بھی ائمہ کا اتفاق ہے۔

گھوڑے کے گوشت کا حکم

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھوں سے ممانعت فرمائی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱)

تشریح:

گدھے کے گوشت کا حرام ہونا تو متفق علیہ ہے، گھوڑے کا گوشت حلال ہے یا نہیں؟ اس بارے میں خفیف سا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک و شافعی واحمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نزدیک حلال ہے، اور ہمارے صاحبین امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے، حضرت امام رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں، ایک یہ کہ مکروہ تحریمی ہے، دُوسری یہ کہ مکروہ تنزیہی ہے۔

☆☆......☆☆

حجاب کا حکم صرف ازواجِ نبیؐ کے لئے تھا؟

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی خدمت میں!

مولانا سعید احمد جلال پوری

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جناب خالد مسعود صاحب حجاب اور پردے سے متعلق مزید کہتے ہیں:

ج:...... "حجاب صرف نبی کی ازواج کے لئے تھا۔"

روزنامہ نوائے وقت کی خبر میں تو صرف اتنا ہی تھا، البتہ روزنامہ جنگ کراچی، سنڈے میگزین کے طویل انٹرویو میں موصوف نے اس کی کچھ مزید تفصیلات سے بھی آگاہ کیا ہے، مثلاً: وہ کہتے ہیں:

"پردے کا مطلب ہم جن معنوں میں لیتے ہیں، مثلاً حجاب، قرآن مجید کے حکم کے نزدیک وہ صرف رسول اللہ کی بیویوں کے لئے تھا، قرآن مجید میں پوری وضاحت آئی ہے کہ رسول اللہ کی ایک بیوی کی شادی کے موقع پر رواج کے مطابق لوگ پوری رات وہاں بیٹھے رہے، اور پوری تفسیر احادیث میں آئی ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کچھ تو پرائیویسی ہونی چاہئے، تو جو پردہ ہے، وہ پرائیویسی کے معنی میں آتا ہے، یہ رسول اللہ کی ازواج کے بارے میں تھا......"

(سنڈے میگزین روزنامہ جنگ ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۷ء)

قطع نظر اس کے کہ موصوف کے بیان میں کیا صحیح اور کیا غلط ہے؟...... کیونکہ ان کا یہ کہنا کہ: "رسول اللہ کی ایک بیوی کی شادی کے موقع پر رواج کے مطابق لوگ پوری رات وہاں بیٹھے رہے" سراسر جھوٹ اور غلط ہے، کیونکہ کسی آیت، حدیث، تفسیر اور تاریخ میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے، ہاں البتہ رات دیر تک بیٹھنے کا ذکر صحیح بخاری میں ہے، اسی طرح حضرت عمرؓ کی طرف: "کچھ تو پرائیویسی ہونی چاہئے۔" کی نسبت بھی غلط ہے، اس کا بھی کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا...... تاہم ان کے ہر دو بیانات سے اتنی بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ موصوف پردہ کو صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص مانتے ہیں اور پردہ کی غرض و غایت یا حکمت و مصلحت بھی صرف اور صرف پرائیویسی یعنی تخلیہ کو قرار دیتے ہیں۔ گویا ازواج مطہرات کے بعد اب کوئی مسلمان خاتون پردہ کی مکلف نہیں ہے، نیز پردہ چونکہ ان کے ہاں محض پرائیویسی کے لئے تھا، اس لئے اگر کسی کی پرائیویسی متاثر نہ ہوتی ہو تو اس کو پردہ کی چنداں حاجت نہیں...... اس عقل و دانش اور علم و حکمت پر یہی کہا جاسکتا ہے:

"بریں عقل و دانش بباید گریست"

سوال یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے علاوہ دوسری مسلمان خواتین پردہ کی مکلف کیوں نہیں؟ یا یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ کیوں خاص ہے؟ اگر دوسری مسلمان خواتین اس حکم سے مستثنیٰ ہیں تو کیوں؟ ان کو کب؟ اور کس آیت یا حدیث کی رو سے مستثنیٰ قرار دیا گیا؟ کیا ہم نظریاتی کونسل کے چیئرمین سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ وہ ایسی کسی قرآنی آیت، حدیث، فقہی جزئیے، ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تصریح، مسلمہ ائمہ تفسیر، حدیث، اور اہل تحقیق میں سے ایسے کسی کے قول، فعل یا عمل کی نشاندہی فرما سکتے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حجاب اور پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص تھا؟ کیا حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی اس سے یہی سمجھا تھا؟ کیا حضرات صحابیاتؓ بھی اس حکم سے مستثنیٰ تھیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ کون کون سے صحابہ کرامؓ اس کے قائل تھے؟ اور کن کن صحابیاتؓ نے اس حکم الٰہی سے ...... نعوذ باللہ ...... بغاوت کی تھی؟ تف ہے اس عقل و دانش پر اور لعنت ہے اس جہالت و سفاہت پر کہ اپنی خواہش پرستی اور انکارِ دین کو قرآن و سنت اور دین و شریعت کے سر منڈھ دیا جائے اور نہایت ڈھٹائی، بے حیائی، بے باکی اور بے شرمی سے اسے اچھالا جائے۔

افسوس! صد افسوس! کہ موصوف نے ایسی کسی آیت، حدیث، تفسیر، تحقیق، کسی صحابیؓ، تابعیؒ یا ائمہ اربعہؒ میں سے کسی امام کی تصریح کی نشاندہی نہیں فرمائی، جس سے ہم جیسے کوتاہ علموں کی راہ نمائی ہوتی، اگر وہ اس قسم کی کوئی نشاندہی فرما دیتے تو ہمیں ان کے دلائل و براہین پر غور و فکر میں سہولت ہو جاتی، نیز ہمیں اندازہ ہو جاتا کہ انہیں کہاں سے ٹھوکر لگی ہے؟ اور وہ کس بناء پر غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں؟ یا وہ کس وجہ سے

سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں؟

تاہم ہمارا احساس ووجدان ہے کہ وہ کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں، بلکہ وہ دوسروں کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے پر مامور ہیں۔ کیونکہ وہ جاہل واَن پڑھ نہیں، ''لکھے پڑھے اسکالر'' اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسے ملحد ومرتد کے شاگرد وخوشہ چیں، بلکہ ان کے جانشین اور ان کی فکر وفلسفہ کے داعی ومناد ہیں۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ آیت حجاب میں...... جس کا انہوں نے اپنے انٹرویو میں حوالہ بھی دیا ہے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے متعلق خطاب ہے اور صحابہ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، اس لئے غالباً موصوف نے اس سے یہی سمجھا کہ اس آیت میں مذکور احکام وآداب بھی حضرات ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں، لیجئے! آیت حجاب پڑھیے اور موصوف کی فکر رسا کی داد دیجئے! ملاحظہ ہو آیت حجاب:

''یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر ناظرین اناہ، ولکن اذا دعیتم فادخلوا، فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسین لحدیث، ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق واذا سألتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب، ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن، وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً، ان ذلکم کان عنداللہ عظیما''۔

(احزاب:۵۳)

ترجمہ:...... ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو، مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جاوے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو، لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھاچکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا، اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو، یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو، یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے۔''

یہ طے شدہ امر ہے، بلکہ تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ پردے کی فرضیت کا حکم سب سے پہلے سورۂ احزاب کی مندرجہ بالا آیت میں نازل ہوا تھا، اسی لئے اس آیت کو آیت حجاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تاہم اس آیت میں امت مسلمہ کو حجاب کے علاوہ چند دوسرے احکام وآداب کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے مثلاً: دعوت طعام کے آداب، کسی کے گھر میں جانے کے آداب، عورتوں کے لئے پردہ کا حکم، ازواج مطہرات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے نکاح نہ کرنے کا حکم وغیرہ۔

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے، اور اس میں ازواج مطہرات کے پردے سے متعلق حکم بھی ہے، لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ یہ حکم صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے، بلکہ یہ حکم عام ہے اور اس کے عموم پر تمام مفسرین کا اجماع ہے۔

ٹھیک اسی طرح جس طرح سورۂ احزاب کی مندرجہ ذیل آیات میں خطاب ازواج مطہرات کو ہے، مگر ہر ذی فہم جانتا ہے کہ یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کی خواتین کے لئے عام ہے، چنانچہ سورۂ احزاب کی وہ آیت ملاحظہ ہو:

''یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفا۔ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ وآتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔''

(احزاب:۳۲/۳۳)

ترجمہ:...... ''اے نبی کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے۔''

دیکھئے! یہاں بھی خطاب اگرچہ ازواج مطہرات کو ہے مگر اس کا حکم عام ہے، اگر بالفرض اس

آیت کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کر دیا جائے، تو کیا کہا جائے کہ ازواج مطہراتؓ کے علاوہ دوسری مسلمان خواتین آج بھی زمانہ جاہلیت کی طرح تنگ دھڑنگ پھر سکتی ہیں؟ کیا جناب خالد مسعود صاحب اس کے قائل ہیں کہ اس آیت میں نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کا حکم بھی صرف ازواج مطہراتؓ کے ساتھ خاص ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو کیا امت مسلمہ کی دوسری خواتین نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ، رسول کی اطاعت سے مستثنیٰ ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے، تو بتلایا جائے کہ ایک آیت میں ہی ایک حکم عام تو دوسرا خاص کیوں؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین!

صرف یہی نہیں، بلکہ اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ خطاب خاص ہوتا ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''یایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ، واتقوا اللّٰہ ربکم، لاتخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ، وتلک حدود اللّٰہ، ومن یتعد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ، لا تدری لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امراً'' (الطلاق:۱)

ترجمہ:...... ''اے پیغمبر جب تم ...... اپنی...... عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کو...... زمانہ...... عدت...... یعنی...... حیض سے پہلے...... یعنی طہر میں...... طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، ان عورتوں کو ان کے ...... رہنے کے...... گھروں سے مت نکالو...... کیونکہ سکنیٰ مطلقہ کا مثل منکوحہ کے واجب ہے...... اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں مگر ہاں کوئی کھلی بے حیائی کریں تو اور بات ہے اور یہ سب خدا کے مقرر کئے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا...... مثلاً اس عورت کو گھر سے نکال دیا...... اس نے اپنے اوپر ظلم کیا تجھ کو خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ بعد اس...... طلاق دینے...... کے کوئی نئی بات...... تیرے دل میں...... پیدا کر دے۔''

کیا خیال ہے خالد مسعود صاحب یا ان کے ہمنوا یہاں حیض کے بجائے طہر میں طلاق دینے، اور عدت کی مدت میں گھر سے نہ نکالنے یا عدت کے حساب رکھنے کو بھی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ خاص مانتے ہیں؟ کیا وہ نعوذ باللہ ازواج مطہراتؓ کے علاوہ دوسری مسلمان خواتین کی عدت اور عدت میں سکنیٰ کے قائل نہیں ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کس بنیاد پر؟

سوال یہ ہے کہ جس طرح اس آیت کے مخاطب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ ہیں مگر اس کا حکم عام ہے، ٹھیک اسی طرح آیت حجاب میں بھی خطاب اگرچہ ازواج مطہراتؓ کو ہے مگر اس کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان خواتین اس کی مکلف ہیں۔

اس کے علاوہ اگر بالفرض قرآن کریم کے احکام صرف اس کے مخاطبین اولین تک محدود ہوتے، تو نعوذ باللہ! آج امت مسلمہ قرآن اور قرآنی تعلیمات کے نور، روشنی اور برکات سے محروم نہ ہو چکی ہوتی؟ کیونکہ قرآن کریم کے مخاطب اول تو حضرات صحابہ کرامؓ تھے، جب وہ نہیں رہے تو ان کی طرف متوجہ ہونے والا خطاب کیونکر باقی ہوتا؟

چلئے اس کو بھی چھوڑیئے ہم اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اس آیت اور اس کے حکم کا کیا محمل ارشاد فرمائیں گے؟ جس میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ مومن خواتین کو بھی مخاطب کرتے ہوئے گھر سے باہر جاتے وقت پردہ کا حکم دیا گیا ہے، ملاحظہ ہو:

''یایھا النبی قل لا زواجک وبنتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن، ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلایؤذین وکان اللّٰہ غفوراً رحیما۔'' (احزاب:۵۹)

ترجمہ:...... ''اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچی کرلیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں، اس سے جلدی پہچان ہوجایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حافظ ابن کثیرؒ تفسیر ''ابن کثیر'' میں اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ امر اللّٰہ نساء المؤمنین اذا خرجن من بیوتھن فی حاجۃ ان یغطین وجوھھن من فوق رؤسھن بالجلابیب ویبدین عیناً واحدۃ۔''

''وقال محمد بن سیرین سألت عبیدۃ السلمانی عن قول اللّٰہ تعالیٰ یدنین علیھن من جلابیبھن، فغطی وجھہ ورأسہ وابرز عینہ الیسریٰ''

(ابن کثیر ص:۲۳۱، ج:۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ:...... علی بن ابی طلحہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے چہروں کو سروں کی جانب سے پردہ سے ڈھانپ لیا کریں اور...... راستہ دیکھنے کے لئے ...... صرف ایک آنکھ کھلی رکھا کریں۔

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ کے ارشاد: ''یدنین علیھن من جلابیبھن'' کے معنی ومفہوم کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے اپنا چہرہ اور سر چھپا کر، صرف بائیں آنکھ ظاہر کرکے...... اس کی عملی وضاحت فرمائی۔''

صرف حافظ ابن کثیرؒ ہی نہیں، بلکہ تمام مفسرینؒ نے اس مقام پر اس سے ملتے جلتے الفاظ میں اس کی تفسیر کی ہے۔ ملاحظہ ہو: علامہ آلوسیؒ کی روح المعانی، قاضی شوکانیؒ کی فتح القدیر، جصاصؒ کی احکام القرآن، علامہ قرطبیؒ کی تفسیر الجامع الاحکام القرآن، علامہ قرطبیؒ ہی کی احکام القرآن، تفسیر ابن جریر، تفسیر بحر محیط، تفسیر ابوالسعود، تفسیر زاد المسیر، تفسیر در منثور، تفسیر روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جمل اور تفسیر بیضاوی وغیرہ۔

اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ مغربی اساتذہ سے پڑھتے ہیں، یا ان کا مغرب میں برین واش کیا جاتا ہے، وہ اسی زاویہ نگاہ سے اسلام، قرآن اور اسلامی احکام کو دیکھتے، پڑھتے اور سمجھتے ہیں، چونکہ ان کی فکر، سوچ، دل، دماغ، کان اور آنکھ میں بدگمانی اور تشکیک کا میل کچیل بھر دیا جاتا ہے، اس لئے ان کو قرآن، سنت، اجماع امت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، امت مسلمہ کی تحقیقات و تعامل اور مسلمات دینیہ میں اسی شک وشبہ کا میل کچیل نظر آتا ہے، اس لئے وہ اپنی فکر، سوچ، دل، دماغ، زبان، ہاتھ، کان اور آنکھ سے ہر وہ بات سوچتے، بولتے، لکھتے اور دیکھتے ہیں جو ان کے مستشرق اساتذہ اور ملحد مربی بولتے اور لکھتے ہیں، ورنہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام، اوامر ونواہی میں اگرچہ خطاب مردوں کو ہوتا ہے مگر خواتین بھی اس میں شامل ہوتی ہیں، اور جہاں ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں عام مسلمان خواتین بھی اس کی مخاطب ہوتی ہیں۔

مثلاً پورے قرآن میں خواتین کے حج کرنے سے متعلق کہیں کوئی حکم نہیں ہے، کیا کہا جائے کہ خواتین پر حج فرض نہیں ہے؟ اسی طرح تیمم کا حکم دیتے ہوئے عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے، تو کیا خواتین اس سے فائدہ نہیں اٹھاسکتیں؟ اسی طرح بے شمار احکام میں مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے، تو کیا خواتین ان احکام سے مستثنیٰ ہوں گی؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

ناس ہو منکرین حدیث کا کہ انہوں نے ہمیشہ قرآن کریم کو، حدیث وسنت اور فقہائے امت کی تحقیقات کے تناظر میں سمجھنے کی بجائے اپنی کوتاہ عقل و فہم سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، چونکہ انہوں نے اپنی عقل نارسا اور فہم ناقص کو حدیث وسنت اور ائمہ ہدیٰ کی فہم وفراست پر ترجیح دی ہے، اس لئے وہ اغوائے شیطانی کا شکار ہوگئے، اور یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے اسلاف کی تحقیقات کو چھوڑ کر اپنی کورفہمی پر اعتماد کیا، انہوں نے ہمیشہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔

اگرچہ خالد مسعود جیسے حضرات کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، لیکن ضروری تھا کہ سیدھے سادے مسلمانوں کی راہ نمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے ارشادات و معمولات میں سے چند ایک یہاں نقل کردیے جاتے تو یہ سمجھنا آسان ہوتا کہ پردہ اور حجاب صرف ازواج مطہراتؓ کے ساتھ خاص نہیں تھا، بلکہ یہ حکم تمام مسلمان خواتین کے لئے عام ہے اور اس پر قرن اول سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کا تعامل چلا آرہا ہے۔ تاہم خوف طوالت سے ان تمام نصوص کو چھوڑ کر ہم موصوف کے چوتھے ارشاد کا جائزہ لیتے ہیں۔

د:......''اگرچہ داڑھی سنت ہے، تاہم حضور علیہ السلام کے دور میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں داڑھی رکھتے تھے۔''

گویا وہ فرمانا چاہتے ہیں کہ داڑھی مسلمانوں کا اختصاص نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسلمان وغیر مسلم دونوں داڑھی رکھا کرتے تھے، دوسرے الفاظ میں وہ داڑھی ایسے واجب کی تخفیف کرکے اس کو غیر اہم اور غیر ضروری باور کرانا چاہتے ہیں۔

کیا ہم موصوف سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں جو کام کافر و مسلم کیا کرتے تھے، وہ غیر اہم ہوتا ہے؟ یا وہ اسلام اور مسلمانوں کا اختصاص وشعار نہیں بن سکتا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا کہا جائے کہ اسلام سے قبل مروجہ عبادات واعمال مثلاً: حج، عمرہ، احرام، طواف، صفامروہ کی سعی، بیت اللہ کی حرمت، حدود حرم اور اشہر حرم کی عزت وتکریم، مہمانوں کی خدمت، حجاج کو پانی پلانا وغیرہ، یا اسی طرح صدقہ خیرات، خوش اخلاقی، نکاح وطلاق، جنگ وامن کے احکام، ثبوت نسب، محرمات ابدیہ کا تصور، حلال وحرام کا احساس، چوری، ڈکیتی، قتل وقتال کی سزائیں اور دیت وقصاص وغیرہ کا نفاذ بھی غیر اہم ہیں؟ اور ان احکام وامور کی بجا آوری اور پاسداری بھی غیر اہم اور غیر ضروری قرار پائے گی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو داڑھی کو ہی کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے؟ اور یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ چونکہ، حضور علیہ السلام کے دور میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں داڑھی رکھتے تھے...... اس لئے یہ غیر اہم اور غیر ضروری ہے۔ (جاری ہے)

بیعت و نسبت

مولانا علاؤالدین افغانی

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں، حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''امام الائمہ حضرت امام ولی اللہ بن عبدالرحیم رحمہم اللہ تعالیٰ جس طرح تفسیر، فقہ اور حدیث کے امام ہیں، اسی طرح تصوف اور سلوک کے بھی امام ہیں، آپ انسانیت کے متعلق جس قدر علوم و معارف کی تلقین فرماتے ہیں: ان کو انسان کے لطائف ثلثہ یعنی (۱) عقل، (جس کا تعلق دماغ سے ہے)، (۲) ارادہ (جس کا تعلق دل سے ہے) اور (۳) تدبیر بدن (جس کا تعلق جگر کے ساتھ ہے) کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی تینوں قوتوں کو عام انسانیت کے اصول پر مکمل کرے۔

خداوند تعالیٰ نے نوع انسان کا جو نمونہ قائم کیا ہے اس کے قریب پہنچنا ہر انسان کا طبعی فرض ہے، اس سے کوئی انسان مستثنیٰ نہیں ہوسکتا، پس جو انسان اس نمونے کے جتنا قریب ہوگا وہ اتنا ہی اچھا ہوگا اور جو انسان اس نمونے سے جتنا دور ہوگا، اتنا ہی بُرا سمجھا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ حکمت ولی اللّٰہی میں تمدن بھی انسانیت کا لازمی جزو قرار پایا ہے اور موت پر انسانیت کا خاتمہ نہیں مانا جاتا، بلکہ اس کے بعد بھی اس کے لطائف کی تکمیل کا سامان ملتا رہتا ہے، ان مسائل کو بطور اصول موضوعہ تسلیم کرلیا جائے تو حکمت پسند دماغوں کو بحث اور فکر کے لئے علیحدہ موقعے بہم پہنچائے جائیں گے اور اس اصول کو تسلیم کرنے والے اگر اپنی نفسی تکمیل کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیں تو اسے سلوک کہا جاسکتا ہے۔

حضرت امام ولی اللہ نے سلوک پر چند کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ وہ اذکار اور آداب جو ایک سالک کو سب سے پہلے کرنا چاہئے اپنی کتاب ''القول الجمیل'' میں ذکر فرماتے ہیں: (القول الجمیل کا اردو ترجمہ ۱۲۶۰ھ میں ایک بزرگ مولانا خرم علی صاحب نے کیا تھا، جس کا نام انہوں نے شفاء العلیل تجویز کیا، دوسری بار اس کا ترجمہ محترم محمد سرور صاحب نے ۱۹۴۵ء میں کیا اور اس آخری ترجمہ میں تمہید کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے مذکورہ بالا اور مندرجہ ذیل ملفوظات کو ''کلمات طیبات'' کے عنوان سے ذکر کیا ہے)۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ ایک ترقی یافتہ دماغ کو سلوک کا منتہیٰ یعنی امام نوع انسانی کے موطن حظیرۃ القدس سے اتصال سمجھانے کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سطعات'' تحریر فرمائی:

انسان کی اندرونی نفسی قوتوں یعنی عقل ارادہ اور تدبیر نفس پر سلوک کا کیا اثر پڑتا ہے اور ایک قوت دوسری قوت سے کس طرح پھوٹ کر نکلتی ہے اس کا بیان حضرت امام نے ''الطاف قدس'' میں کیا ہے۔

راہ سلوک پر جو بڑے بڑے سالک گزرے ہیں ان میں سے ابتدائی دور میں حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں اور آخری دور میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ اور حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندیؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، انہوں نے سلوک کس طرح مرتب کیا اور ان کی محبت سے کامل کس طرح پیدا ہوئے۔

یہ تاریخ حکمت کا ایک مستقل باب ہے، جسے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہمعات'' میں ضبط فرمایا ہے، اسے تصوف کا فلسفۂ تاریخ سمجھنا چاہئے۔ آگے اس فکر کو انسانیت عقلی طور پر کس طرح قبول کرے گی؟ پرانے یونانی اور ہندی حکماء انسانیت کے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے، وہ اپنے خیالات کو انسان کے عام معارف کے ساتھ کس حد تک موافق بناسکے اور ایک حکیم ان کو تسلیم کرکے اپنے سلوک کو کس طرح معقولی انداز میں پیش کرتا ہے اس کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''لمحات'' تحریر فرمائی اور آپ کے پوتے حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان رسالوں کی تمہید ''العبقات'' کے نام سے لکھی۔

اگر ان پانچ رسالوں کو تھوڑی سی محنت کرکے غور سے پڑھ لیا جائے تو حضرت شاہ ولی اللہ کا سکھایا ہوا طریق سلوک اچھی طرح ذہن نشین ہوجاتا ہے، حکمت ولی اللّٰہی میں یہ رسالے ابتدائی قاعدوں کے طور پر پڑھائے جاتے ہیں، اس کے بعد امام ولی اللہ

کی حکمت کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ جو سلسلہ تصوف کے بانی تسلیم کئے جاتے ہیں اور سید الطائفہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ: "ہمارا یہ علم تصوف کتاب وسنت کی بنیادوں پر قائم ہے" ایک اور جگہ تصوف ہی کے متعلق ان کا ارشاد ہے کہ: "ہدایت کے تمام راستے صرف اسی کے لئے کھلے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔"

حضرت جنید بغدادیؒ کے بعد اور بھی بڑے بڑے صوفی گزرے ہیں جو برابر اس بات پر زور دیتے رہے کہ: "ہر حقیقت جو شریعت کے خلاف ہے گمراہی ہے اور ہر شریعت جو حقیقت سے خالی ہے، ایک معطل چیز ہے" لیکن ارباب تصوف کی ان صاف اور واضح تصریحات کے باوجود بعد میں صوفیاء کے نام سے ایسے لوگ بھی سامنے آئے جنہوں نے اپنی زندگی میں حقیقت اور شریعت کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا یوں ان کے افکار واعمال کتاب وسنت کے بتائے ہوئے جادۂ مستقیم سے دور ہوتے چلے گئے اور شریعت مطہرہ کی مخالفت کی وجہ سے ان کا تصوف مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے انتشار کا باعث بن گیا۔

ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ وہ بزرگ ہستی گزری ہے، جنہوں نے تصوف کو فکری اور عملی بے راہ روی سے نکال کر راہ راست پر لانے کی کوشش کی، آپ کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ نے اسی کام کو آگے بڑھایا، اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی زیادہ توجہ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کی طرف رہی۔ چنانچہ اپنے زمانے کے تصوف کے علوم اور صوفیاء کے مروجہ آداب واشغال پر بحث وتنقید فرمائی اور یہ واضح فرمایا کہ کس حد تک صوفیاء کے مروجہ آداب واشغال کو کتاب وسنت پر قائم رہتے ہوئے قبول کیا جاسکتا ہے، کتاب "القول الجمیل" میں انہی آداب واشغال کا بیان ہے۔ زیر نظر مضمون میں ہم حضرت شاہ صاحبؒ کی اسی کتاب "القول الجمیل" کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے پہلے "القول الجمیل" میں شاہ صاحبؒ نے اس امر پر بحث کی ہے کہ آیا صوفیاء میں مرید سے جو بیعت لینے کا رواج ہے کتاب وسنت کی رو سے یہ جائز بھی ہے یا نہیں؟ شاہ صاحبؒ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ اور ان کے بعد جو تابعین کا زمانہ تھا، اس میں اس قسم کی بیعت کا کہیں پتا نہیں ملتا، اور فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں مسلمانوں میں صرف ایک بیعت کا ثبوت ملتا ہے اور وہ خلافت کی بیعت تھی لیکن اس کے بعد ایک دور آیا جس میں صوفیاء نے مریدوں سے بیعت لینی شروع کی، یہاں شاہ صاحب اس بیعت کا جو بعد میں مروج ہوئی تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے اس کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہیں اور بیعت تصوف کے جواز میں دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کئی اقسام مروی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اسلام قبول کرتے تو آپ ان سے بیعت لیتے اور یہ بیعت اسلام تھی اسی طرح ہجرت کے لئے بیعت لی جاتی تھی اور جہاد کے لئے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی، اسی طرح آپؐ سے تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے، کسی سے سوال نہ کرنے، مُردوں پر نوحہ نہ کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے کے لئے بھی صحابہ کرامؓ سے بیعت لینا منقول ہے اور خلافت راشدہ میں خلیفہ راشد کے ہاتھ پر جو بیعت ہوتی تھی یہ بیعت ان تمام امور پر حاوی تھی، لیکن اس کے بعد جب تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا دور آیا تو خلافت کی وہ پہلی حیثیت قائم نہ رہی لیکن اس دور میں بیعت خلافت کے علاوہ اس بیعت سلوک کا رواج اس لئے نہ پڑ سکا کہ اس پر بیعت خلافت کا گمان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل جاتا ہے، لیکن پھر ایک دور ایسا آیا کہ ایک طرف تو بیعت خلافت کی رسم ہی جاتی رہی اور دوسری طرف حکومت پر قابض طبقہ کو مسلمانوں کے تزکیہ نفوس، اصلاح اخلاق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کوئی تعلق نہ رہا، لہٰذا ان حالات میں صوفیائے کرام کے لئے اس بات میں کوئی قباحت یا فساد کا اندیشہ نہ رہا کہ وہ مریدین سے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیتے، چنانچہ یہی وہ زمانہ ہے جب صوفیاء کے طریقے وجود میں آئے ہیں اور ان میں بیعت کا رواج پڑا ہے۔

الغرض حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک صوفیاء کرام میں بیعت کا یہ سلسلہ اسلام کی تاریخ کے ایک خاص دور میں ملت کی تہذیبی، اخلاقی اور اجتماعی ضرورتوں کی بناء پر وجود میں آیا، اس لئے اگر بیعت تصوف سے مذکورہ بالا مقاصد حاصل ہوتے ہیں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ کتاب کی دوسری فصل میں بیعت کی شرائط سے بحث کی گئی ہے۔ بیعت کرتے وقت مرید کا اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دینا اس فعل کی نفسیاتی اعتبار سے کیا اہمیت ہے؟ اس بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر جو باطنی کیفیات پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کیفیات کو چند مخصوص اقوال و اعمال سے اس طرح متعلق کر دیا ہے گویا کہ یہ اقوال و اعمال ان نظر نہ آنے والی باطنی کیفیات کے قائم مقام بن گئے ہیں۔

ان اقوال و اعمال کو دوسری جگہ حضرت شاہ صاحبؒ نے رسوم کا نام دیا ہے، رسوم کے بغیر انسان کی کوئی باطنی کیفیت اس دنیا میں متشکل نہیں ہوسکتی، اس لئے ان کیفیات کے پیدا کرنے کے لئے ان رسوم کا سہارا لینا پڑتا ہے، چنانچہ انسانی سیرت کی تعمیر

اور اس کی شخصیت کے نکھار میں ان رسوم کو جو اہمیت حاصل ہے، ماہرین نفسیات بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے گویا رسوم اجتماعی زندگی کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے، جو اگرچہ مقصود بالذات اور نصب العین کا درجہ نہیں رکھتیں، لیکن بے شمار انسانوں کے لئے نصب العین اور منزل مراد تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا کہنا یہ ہے کہ جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے اور ترک معاصی کا عہد کر کے تقویٰ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو اس کا یہ عزم نفس کی ایک داخلی کیفیت ہے، اس داخلی کیفیت کا قائم مقام صوفیائے کرام نے بیعت کو بنایا ہے، یعنی بیعت محض ایک بیکار رسم نہیں ہے بلکہ اس رسم کے پیچھے ایک نفسیاتی کیفیت ہے جو بیعت کرنے والے کے باطن میں پیدا ہوتی ہے، اور یہ کہنا کہ بیعت صرف بیعت خلافت تک محدود ہے اور صوفیاء کرام جو مریدین سے بیعت لیتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، اس لئے صحیح نہیں کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ارکان اسلام کو پابندی سے ادا کرنے کے لئے بیعت لیتے تھے اور کبھی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کی غرض سے بھی بیعت لی جاتی تھی، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیعت لی اور بیعت لیتے ہوئے فرمایا: ''تم پر ہر مسلمان کی خیر خواہی لازم ہے۔''

اور یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے انصار سے بیعت لی اور ان سے یہ شرط کی کہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں اور جہاں بھی ہوں حق بات کہیں، چنانچہ ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ امراء اور ملوک کے روبرو، برملا طور پر غلط طریقے اور ناجائز بات کی ڈٹ کر مخالفت کرتے اور علی الاعلان ٹوک سکتے تھے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آپ نے فقرائے مہاجرین میں سے ایک جماعت سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گے، چنانچہ ان کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کے ہاتھ سے کوڑا گر پڑتا تو وہ خود گھوڑے سے اتر کر اسے اٹھا لیتا لیکن اس کے لئے کسی سے سوال کرنا گوارا نہ ہوتا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی اور ان سے شرط کی کہ وہ مُردوں پر نوحہ نہ کریں گی۔

غرضیکہ ان مذکورہ بالا معاملات پر بیعت، خلافت کی بیعت ہرگز نہیں ہے، چنانچہ اس کا تعلق تزکیہ اخلاق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے، لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ بیعت کا عمل محض بیعت خلافت تک محدود نہ تھا، البتہ تقویٰ سے متعلق ان امور پر بیعت خلفائے راشدین کے زمانے میں اس لئے متروک رہی کہ اس زمانہ میں صحابہ کرامؓ کثیر تعداد میں موجود تھے، جنہوں نے براہ راست فیضان نبوت سے اکتساب نور کیا تھا ان کو اس بات کی حاجت نہ تھی کہ تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے خلفاء سے بیعت کرتے اور خلفائے راشدین کے بعد کے زمانے میں خلفاء کی کثرت ظلم اور فسق میں مبتلا رہی جنہوں نے از خود اس سنت کا کوئی اہتمام نہ کیا اور اگر ان کے علاوہ دوسرے بزرگ و صلحاء اس کا اہتمام کرتے تو فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا کہ بیعت تقویٰ پر بیعت خلافت کا گمان ہوتا اور بیعت لینے والے اور کرنے والے دونوں خلیفۂ وقت کے عتاب کا نشانہ بن جاتے، اس زمانے میں صوفیاء کے ہاں یہ دستور تھا کہ وہ بیعت کے بجائے خرقہ کو اس کا قائم مقام بناتے تھے لیکن ایک وقت آیا جب خلفاً میں بیعت خلافت کی رسم ختم ہوئی تو صوفیاء نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انہوں نے اس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا، اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

اب تم...... پوچھو گے کہ:

بیعت واجب ہے یا سنت؟

بیعت کے شروع ہونے میں حکمت کیا ہے؟

بیعت لینے والے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

بیعت کرنے والے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ بیعت واجب (ضروری اور لازم) نہیں، سنت ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کی ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہا لیکن اس ضمن میں کہیں اس بات کی دلیل نہیں ملتی کہ جس نے آپ کی بیعت نہیں کی وہ گناہ گار ہوا اور نہ کسی امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہ کرنے والے کو بُرا قرار دیا ہے، چنانچہ اس بات پر سب کا اجماع و اتفاق ہے کہ بیعت واجب نہیں ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کی مشروعیت کی حکمت کو ایک مثال سے سمجھئے، مثلاً: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم آخرت پر ایمان اور قرآن کی تصدیق ایک اندرونی کیفیت ہے جو غیر مرئی ہے اور اس نظر نہ آنے والے یقین کی قلبی اور باطنی کیفیت کا ظاہر میں قائم مقام اللہ، رسول اور یوم آخرت پر ایمان کا زبانی اقرار ہے، اسی طرح دو آدمیوں کا کسی چیز کی خرید و فروخت کے معاملے پر متفق ہونا ایک مخفی چیز ہے لیکن خریدار اور فروخت کرنے والے کا زبانی ایجاب و قبول ان کی دلی رضامندی کے قائم مقام اور اس پر دلیل ہے۔

اور یہ سوال کہ مرشد کے لئے ضروری شرائط کیا ہیں؟ تو مرشد کے لئے ایک شرط تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث کا ضروری علم اس نے حاصل کر لیا ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن کا حافظ ہی ہو نہ یہ ضروری

ہے کہ اس نے احادیث کی اسانید میں بڑی تحقیق کرلی ہو کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تابعین اور تبع تابعین منقطع اور مرسل حدیث بھی لے لیتے تھے، ہاں اصل مقصود صرف اتنا ہے کہ اس امر کا حتی الامکان اسے ظن غالب ہو جائے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے۔

نیز مرشد کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اصول فقہ، علم کلام، فقہ کی جزئیات اور ان کے فتاویٰ کا عالم ہو البتہ ضروری علم کی شرط مرشد کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کی اصل غرض اور مقصود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، تسکین باطن کے حصول کی تلقین اور برائیوں کے دور کرنے اور اچھائیوں کے حاصل کرنے کی ترغیب و ارشاد ہی بیعت سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام باتوں میں مرشد کی اطاعت کرے تو قرآن و سنت کے علم کے بغیر ان امور کا شرع کے مطابق انجام دینے کا کیسے تصور کیا جاسکتا ہے؟

مرشد کے لئے دوسری شرط اس کا عادل ہونا ہے اور اس کا تقویٰ ہے۔ مرشد کو چاہئے کہ کبیرہ گناہوں سے بچے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار و مداومت نہ کرے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ دنیا سے بے نیاز اور آخرت کے امور میں رغبت رکھتا ہو اور طاعات اور عبادات ضروریہ نماز، روزہ، حج اور ذکر و اذکار کا مسنونہ و ماثورہ کا پابند ہو اس کا دل برابر اللہ جل شانہ کی یاد میں مصروف رہے اور اس کے لئے یادداشت ایک مستقل ملکہ بن جائے۔

مرشد کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عامل ہو، اپنی رائے میں پختہ ہو، مذبذب خیال کا نہ ہو کہ اپنی رائے رکھتا ہو نہ اپنا فیصلہ، نیز مرشد کے لئے ضروری ہے کہ وہ صاحب مروت ہو اور عقل کامل رکھتا ہو، تاکہ جس چیز کا حکم دے جس چیز سے منع کرے، اس میں اس پر پورا اعتماد کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”گواہی ان کی مقبول ہے جن کو تم پسند کرو۔“ جب گواہوں کے معاملے میں یہ حال ہے تو کیا بیعت لینے والے مرشد کے لئے ضروری نہ ہوگا کہ اس میں گواہ کی طرح عدل اور تقویٰ پایا جائے تاکہ مرید اس پر اعتماد کرسکے (یہاں پسند سے ہر ایرے غیرے کی پسند مراد نہیں بلکہ جو شریعت کی رو سے پسندیدہ ہو وہ مراد ہے)۔

مرشد کے لئے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ ایک مدت دراز تک مشائخ کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے تربیت پائی ہو اور تسکین قلب اور نور باطن اسے حاصل ہو اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہی کچھ ایسا ہے کہ فلاح ممکن نہیں جب تک اہل فلاح سے کچھ حاصل نہ کرے، جس طرح کوئی شخص علم حاصل کر ہی نہیں سکتا، جب تک علماء کرام کی صحبت اختیار نہ کرلے اور بغیر ان کی صحبت کے جو علم ہوگا وہ صرف دعویٰ ہوگا، حقیقت علم سے اس کا واسطہ کچھ بھی نہ ہوگا اور پھسلنے والی جگہوں، مشکل اور دقیق مقامات میں ایسا خود رائے دعویدار علم ایسی ٹھوکر کھاتا ہے کہ ساری عمر اسے سنبھلنے کی مہلت نہیں ملتی اور بسا اوقات خود تو ہلاک ہوتا ہی ہے اپنے پیچھے پیچھے آنے والوں کو بھی ہلاکت کی راہ پر ڈال دیتا ہے اور تقریباً یہی حال دوسری صنعتوں اور کاریگری کا ہے کہ بغیر اہل فن کی خدمت اور استفادہ کے اس فن میں کمال ممکن نہیں ہوتا۔

مرشد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس سے کرامات اور خوارق عادت و عجائبات کا ظہور ہو یا وہ کسب معاش کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ کرامات و خوارق، مجاہدات اور ریاضت کا ثمرہ ہیں اور یہ چیز شرط کمال نہیں ہے، اسی طرح کسب معاش کو چھوڑ بیٹھنا شریعت کے منافی ہے اس ضمن میں ان لوگوں کے اعمال سے دھوکا نہ کھانا چاہئے جو مغلوب الاحوال ہوتے ہیں اس میں سلف سے جو طریقہ چلا آتا ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی تھوڑا سا مل جائے اس پر قناعت کرلی جائے اور جو شبہے کی چیزیں ہیں ان سے بچا جائے۔

باقی رہا یہ سوال کہ بیعت کرنے والے مرید کے لئے کیا شرائط ہیں تو اول یہ کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، شوق و رغبت رکھنے والا ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ پیش کیا گیا کہ وہ آپ سے بیعت کرے، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی مگر اس سے بیعت نہیں لی، بعض مشائخ تبرک اور نیک فال کے خیال سے کم عمر بچوں کی بیعت بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

اس بحث کا پانچواں مسئلہ کہ بیعت کو توڑنے اور اس کو پورا کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کے لئے چاہئے کہ بیعت کا سلسلہ جو صوفیاء میں نسل در نسل چلا آرہا ہے، اس کی کئی شکلیں ہیں، ایک گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے بیعت ہوتی ہے اور ایک بیعت صالحین کے سلسلہ میں تبرک کے طور پر شرکت کی خاطر ہوتی ہے جیسا کہ احادیث کے راویوں میں تبرک کے خیال سے شریک ہوتے ہیں، اس لئے کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔

اور صوفیاء کے یہاں بیعت کی تیسری قسم یہ ہے کہ احکام الٰہی کو بجالانے کے لئے ہر ماسوا سے کنارہ کش ہوجائے، جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے، ان کو ظاہراً اور باطناً ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو وابستہ کرنے پر عزم بالجزم کیا جائے۔

(جاری ہے)

سیّدنا طلحہؓ

علامہ محمد عبداللہ

دشمنان اسلام کی ایک سازش...... اور بہت بڑی سازش...... اپنا کام کر گئی، امت مسلمہ کے ایک نزاعی مسئلہ نے خطرناک خانہ جنگی کی صورت اختیار کر لی، وہ تلوار جو پہلے کفر کی شہ رگ کاٹ رہی تھی، آج مسلمانوں کی گردنوں پر چل رہی تھی، تھوڑے سے وقت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے، جمل کے روز جانبین سے ہزاروں مسلمان کھیت رہے۔

جنگ کا بادل چھٹا تو خلیفۂ راشد سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اعلان فرمایا کہ کسی مسلمان کی کوئی چیز مال غنیمت سمجھ کر نہ لی جائے، طرفین کے مقتولین کو جمع کر کے ان کے جنازے پڑھے جائیں گے اور انہیں باقاعدہ دفن کیا جائے گا۔

سیّدنا علی المرتضیٰؓ چلتے چلتے ایک لاش کے پاس آکر رک گئے، کچھ دیکھا، کچھ سوچا اور پھر میت کا ایک ہاتھ (جو مدت ہوئی شل ہو چکا تھا اور اب محض ایک لوتھڑے کی شکل میں بدن کا حصہ تھا) اسے اٹھا کر بوسہ دیا، انا للہ پڑھا اور بے ساختہ آنسوؤں کے چند قطرے ڈھلک پڑے۔

یہ نعش کس کی تھی؟ سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ کی، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے:

الف:...... طلحہ جنت میں جائیں گے۔

ب:...... طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے۔

ج:...... جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ زمین پر چلتے پھرتے شہید کو دیکھے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔

حضرت طلحہؓ کا ہاتھ شل کیونکر ہوا تھا؟ آیئے اس کا پس منظر مختصراً سنیئے:

شوال ۳ ہجری کا مہینہ ہے، مدینہ منورہ کے شمال میں کوہ احد کے دامن میں ایمان والوں اور مشرکین کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا ہے، مشرکین مکہ کا لشکر کیل کانٹے سے لیس اور تعداد میں مسلمانوں سے چار پانچ گنا ہے، مسلمانوں کے پاس نہ افرادی قوت ہے، نہ جنگی ساز و سامان، البتہ دلوں میں ایمانی جذبات موجزن ہیں اور توکل علی اللہ ان کا سروسامان۔ پہلے ریلے میں کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے، فتح مسلمانوں کے قدم چومتی ہے، ناگاہ مسلمانوں سے ایک لغزش سرزد ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو ایک درے پر تعینات فرمایا تھا۔ فتح کے آثار دیکھ کر ان میں سے چالیس افراد نیچے اتر آئے۔ کفار کو موقع مل گیا، انہوں نے پیچھے لوٹ کر حملہ بول دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ پانسہ پلٹ گیا، فتح شکست میں تبدیل ہو گئی، ادھر یہ مشہور ہو گیا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں، سراسیمگی اور پریشانی کے عالم میں صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان میں چھوڑ کر چلے گئے، صرف چند حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش رہ گئے بعد میں دوسرے لوگ لوٹ آئے۔

اس موقع پر جن حضرات نے خصوصیت سے فدائیت کا مظاہرہ کیا اور داد شجاعت دی، ان میں حضرت طلحہؓ امتیازی شان کے مالک ہیں۔

آپ کا نام طلحہ، والد کا نام عبیداللہ، کنیت ابو محمد اور عرف طلحۃ الخیر ہے، قبیلہ قریش کے معزز خانوادہ سے تعلق ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے تجارت کرتے تھے، بعد میں بھی اسی پیشے سے تعلق رہا، آپ کے اسلام قبول کرنے کا عجیب واقعہ ہے، جو خود ان کی زبانی کتابوں میں منقول ہے، بیان کرتے ہیں:

میں بصریٰ میں میلے میں گیا، وہاں گرجا گھر کے ایک پادری نے لوگوں سے کہا کہ دریافت کرو، یہاں کوئی شخص مکہ سے آیا ہوا ہے؟ پوچھنے پر میں نے کہا: ہاں! میں ہوں، مجھے اس کے پاس لے گئے، تو اس نے پوچھا: کیا تمہارے عبدالمطلب کے پوتے، عبداللہ کے بیٹے، احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟ یہی مہینہ ہے، جس میں اس کا ظہور ہونا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے، ان کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوگا اور پھر ایسے شہر کو ہجرت کریں گے جہاں کھجور کے درخت ہوں گے، اس کی زمین پتھریلی یا شور زدہ ہوگی، یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی، میں جلدی سے مکہ واپس آ گیا اور آتے ہی میں نے پوچھا، کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟ لوگوں نے بتایا: ہاں! محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابو قحافہ کا بیٹا (ابو بکر) اس کے پیچھے لگ گیا ہے، میں حضرت ابو بکرؓ کے ہاں چلا گیا اور پھر ان کے ہمراہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر میں نے اسلام قبول کر لیا، میں نے پادری کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا۔ (اصابہ)

حضرت طلحہؓ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے، اگرچہ انہوں نے ظلم ڈھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، مگر آپ کا ایک ہی جواب ہوتا۔

”یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے“

ہجرت کے بعد ان کا شمار قریبی جان نثاروں

میں ہوتا تھا، جنگ احد میں جب کافروں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نرغے میں لینا چاہا اور آپ کی طرف تیروں کی بوچھاڑ کردی تو حضرت طلحہؓ سینہ سپر ہوکر آگے کھڑے ہوگئے، دشمن کی جانب سے آنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھ سے روکتے تاکہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچنے پائے، تیروں کو روکتے روکتے ہاتھ لہولہان ہوگیا اور بالآخر ہمیشہ کے لئے شل ہوکر رہ گیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ اس روز تلواروں، نیزوں اور تیروں کے پچھتر زخم آپؓ کے بدن پر آئے تھے۔

حضرت طلحہؓ کی سوانح حیات کا یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ انہوں نے چار شادیاں کی تھیں اور چاروں کے لحاظ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ہم زلف) تھے۔

جدول ذیل میں دیکھئے:

۱:...... حضرت اُم کلثوم بنت سیدنا ابی بکرؓ، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

۲:...... حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت زینب بنت جحش۔

۳:...... حضرت بارعہ بنت ابی سفیانؓ، حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ۔

۴:...... حضرت رقیہ بنت ابی امیہ حضرت اُم سلمہؓ بنت ابی امیہ۔

☆☆............☆☆

ڈاکٹر انیس خورشید کی رحلت

ہمارے دوست اور مخدوم مکرم جناب الحاج شفیق احمل کے والد ماجد جناب ڈاکٹر انیس خورشید طویل علالت کے بعد رحلت فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب ڈاکٹر خورشید اگرچہ ہمارے دینی حلقوں میں متعارف نہ تھے اور نہ ہی ان کا مذہبی حلقوں میں کوئی تعارف تھا، لیکن چونکہ انہوں نے بہرحال اپنے میدان میں ایک نام پیدا کیا ہے، اس لئے سرکاری تعلیمی اداروں، اسکولوں، کالجوں اور ملک بھر کی یونیورسٹیوں میں ان کا ایک مقام ہے اور ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے موضوع یعنی لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور وہ اپنے میدان اور کام کی وجہ سے صدارتی ایوارڈ یافتہ بھی تھے۔

چنانچہ ان کی وفات کے موقع پر عصری تعلیمی اداروں کے سربراہان اور ذمہ داران نے جس خوبصورتی سے ان کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے یا ان کو سراہا ہے، اس سے ان کی عظمت اور فن میں مہارت اور لگاؤ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مرحوم اگرچہ امریکا اور دوسرے مغربی ممالک میں رہے اور وہاں انہوں نے پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کی اور انہوں نے وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری اور دوسرے کورسز کئے، مگر انہوں نے اپنے دین و مذہب اور اسلامی تہذیب و تمدن پر کوئی سودے بازی نہیں کی۔ اس سب سے بڑھ کر قابل قدر پہلو یہ ہے کہ انہوں نے امریکا جیسے ملک کی مستقل رہائش پر اپنے ملک کی رہائش اور یہاں کی بود و باش کو ترجیح دی۔ ان کی اسی دینی غیرت اور ملی بیداری کی برکت ہے کہ ان کے صاحبزادگان ماشاءاللہ جہاں بھی ہیں پکے سچے مسلمان اور باکردار انسان ہیں۔

ان کے ایک صاحبزادے جو حسن اتفاق سے میرے ہم نام اور امریکا میں رہائش پذیر ہیں بحمدللہ! باشرع ہیں اور وہ اپنے بچوں کو حفظ قرآن کی سعادت سے مالا مال کررہے ہیں، اسی طرح ان کے دوسرے صاحبزادے جناب شفیق احمل صاحب جو خیر سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کاروباری ہیں، مگر دین اور اہل دین سے ان کی گہری وابستگی اور خصوصاً قرآن کریم کے پیغام کو عام کرنے اور امت مسلمہ کو قرآن کریم اور اس کی تفسیر و تشریح سے وابستہ کرنے اور باطل و گمراہ عقائد و نظریات کی تردید میں اپنے پہلو میں دھڑکتا دل رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے درس قرآن کو عام کرنے اور دور دراز ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو مضامین قرآن سے آگاہ کرنے کے لئے "درسِ قرآن ڈاٹ کام" کے نام سے ایک ویب سائٹ ترتیب دی ہے جو ایک امریکی سروے کے مطابق دنیا کی سب سے زیادہ مقبول ترین ویب سائٹ ہے، جو پوری دنیا میں دیکھی اور سنی جارہی ہے۔

بلاشبہ یہ موصوف ڈاکٹر انیس خورشید کی حسنات اور نیکیوں میں سے ایک اہم ترین نیکی ہے اور موصوف جناب شفیق احمل اور ان کے برادران گرامی مرحوم کے لئے اولاد صالح کا درجہ رکھتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر انیس خورشید صاحب گزشتہ ایک عرصہ سے صاحب فراش تھے اور ان کے صاحبزادے جناب شفیق احمل دن رات ان کی خدمت پر مامور و کمربستہ تھے۔ چنانچہ طویل علالت کے بعد ۴/جنوری ۲۰۰۸ء کو انتقال ہوا تو اور اسی دن جمعہ کے بعد نارتھ ناظم آباد کی جامع مسجد مدنی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں راقم الحروف کے علاوہ کراچی کے متعدد علماء کرام خصوصاً اقرأ کے نائب مدیر جناب مفتی خالد محمود، جامعۃ الرشید کے مفتی ابولبابہ، روزنامہ اسلام کے ایڈیٹر اور مدیر مسئول مفتی محمد، مولانا قاری شاہ منصور، مفتی زکریا اقبال کے علاوہ دیگر متعدد علماء کرام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔

ہم اس موقع پر اپنے دوست جناب الحاج شفیق احمل اور ان کے برادران کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کی کمی کوتاہیوں سے درگزر فرماکر ان کو رضا و رضوان کے اعلیٰ مقامات پر فائز فرمائے۔ آمین

(مولانا سعید احمد جلال پوری)

نونہالانِ قوم کی تعلیم و تربیت

عبدالشکور رحمانی روحانی

آج کا نونہال کل کا جوان، آج اپنے ماں باپ کا لاڈلا، گھر میں سب مناّ منی کہیں، سب کی نظروں کا تارا، دادی اماں کا پیارا، کبھی دادا کے کندھوں پر اور کبھی ماں کی آغوش میں، آج کا نونہال کل کا جوان، جیسے جیسے یہ بڑا ہو رہا ہے، ماں باپ اس کے بہتر مستقبل کی سوچ میں پڑ جاتے ہیں ابھی اس کی عمر ایک سال ہوئی، والدین اس کی بہتر تعلیم و تربیت کے لئے شہر کے اچھے اسکولوں میں داخلے کے لئے تاریخ داخلہ کا انتظار کرنے لگتے ہیں، ان جیسے بعض اسکولوں میں ایک قانون یہ بھی ہے کہ آپ کا بچہ/بچی جب ایک سال کا ہو اور اگر اس سے پہلے آپ کا کوئی بچہ ہے اور وہ بھی پہلے سے اس اسکول میں داخل ہو تب اس کو داخلہ ملے گا، داخلہ ملنے کی صورت میں والدین کی خوشیاں دوبالا ہو جاتی ہیں، اپنے خاندان میں فخریہ بتایا جاتا ہے کہ میرے بچے/بچی کو فلاں انگلش میڈیم اسکول میں داخلہ مل گیا ہے۔

ابھی یہ بچہ بولنا ہی شروع ہوتا ہے کہ ہر روز صبح سویرے ایک ماں اپنے چھوٹے سے بچے کو گود میں لئے ہوئے کھڑی گاڑی کا انتظار کر رہی ہوتی ہے، وہ بچہ مزے سے اپنی ماں کی بانہوں میں سو رہا ہوتا ہے، بچے کے پاؤں میں بوٹ ہوتا ہے اور جسم پر شیروانی والا سوٹ ہوتا ہے اور گلے میں لٹکی ہوئی ٹائی ہوتی ہے، گاڑی آتے ہی ہارن بجاتی ہے ماں اس بچے کو فوراً اٹھاتی ہے (گاڑی کی ایک آواز نے بچے کا استقبال کیا) وہ آواز تھی گانے بجانے موسیقی کی (آدم زاد اتنا لکھنے پڑھنے سے نہیں سیکھتا جتنا آواز سے سیکھتا ہے) ایسے ماحول میں تربیت پانے والے بچے نے اپنی امی کو دیکھتے ہی آواز لگائی ”ممی“ اپنے ابو کو دیکھتے ہی آواز لگائی ”ڈیڈی“ اور اس موسیقی کا اثر یہ ہوا کہ بچے نے اپنے بازو اور جسم، ٹانگوں پاؤں کو چلاتے ہوئے سفید دانت نکالتے ہوئے کہتا ہے: "Happy Birthday To You"

بچے کی ماں اور باپ اتنے خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے کو انگلش بولنا آ گئی، کچھ دنوں بعد وہ بچہ "Dog, Cat" وغیرہ بولنا سیکھ گیا، جیسے ہی کتے کو دیکھتا ہے کہتا ہے: ”ممی، ممی "Dog" اور جیسے ہی گدھے کو دیکھتا ہے کہتا ہے: ڈیڈ "Donkey" وغیرہ۔

ہائے حسرت ہائے افسوس! آج مسلمان کے بچے کو جو سیکھنا تھا یا جو سکھانا تھا، اللہ جل جلالہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، آسمان کو کس نے بنایا؟ زمین کو کس نے بنایا؟ چاند ستاروں کو کس نے بنایا؟ آگ، ہوا، پانی اور مٹی کو کس نے بنایا؟ جب کھانا کھائیں تو کیا دعا پڑھیں؟ جب دودھ پئیں تو کیا دعا پڑھیں؟ جب پانی پئیں تو کیا دعا پڑھیں؟ جب سوئیں تو کیا دعا پڑھیں؟ جب مسجد میں داخل ہوں تو کیا دعا پڑھیں؟ اس بچے کو آج ہی تو سکھانا تھا، اسماء الحسنیٰ، اللہ، الرحمٰن، الرحیم، الملک، القدوس...... الخ آج ہی تو وقت تھا اس کو ثناء سکھانے کا تعوذ سکھانے کا، تسمیہ سکھانے کا، مکمل نماز سکھانے کا اور طریقہ نماز سکھانے کا، نماز جنازہ سکھانے کا (تاکہ اگر کل بادشاہ بنے تو اپنی رعایا کو نماز پڑھا سکے اور اپنی رعایا کی نماز جنازہ پڑھا سکے) ایک ایسا معصوم مسلمان کا بچہ (بالکل سفید کاغذ کی طرح اس کا ذہن) اس میں جو لکھنا چاہو لکھ ڈالو۔ آج کے انگلش اسکولوں میں اس کاغذ پر ممی، ڈیڈی، ڈاگ، کیٹ، ڈونکی وغیرہ تو لکھا مگر ایمان، اللہ جل جلالہ کے احکامات، پیارے رسول اللہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور صحابہ کرامؓ کے واقعات؟؟؟

وہ مساجد جن میں انسان اپنی جبیں کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سامنے جھکا کر اپنے ضعف و عجز کا اظہار کرتا ہے ان مساجد کا کیا حق ہے؟ وہ اعمال کیا ہیں جن کے کرنے سے دنیا و آخرت کے کام بنتے ہیں؟

ان انگلش میڈیم اداروں نے بچوں کو ایسا مادر پدر آزاد ماحول دیا، جس میں نہ اللہ جل شانہ کی پہچان، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان، نہ صحابہ کرامؓ کی پہچان، نہ ماں کی قدر نہ باپ کی، نہ استاذ کی، نہ درس گاہوں کی جس میں علم سیکھا اور جس نے اس کو نا سمجھ سے سمجھ دار بنایا، نہ اپنے بزرگوں کی پہچان، نہ بہن بیٹی کی عزت، عصمت و حیاء کی پہچان، نہ قرآن و حدیث کی پہچان نہ مساجد و اعمال سے تعلق، وہ ملک جس نے اس کو سب کچھ دیا نہ اس کی سرحدوں سے وفاداری (ایسے اداروں سے سادہ مسلمان کے علاوہ دین دار بھی متاثر ہوئے) اپنے بچے/بچیوں کو داخل کرایا، وطن عزیز کا ہر فرد عام ہو یا خاص، انگریزی زبان سے بہت متاثر ہے، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے وطن عزیز میں، اسمبلیوں، ایئرپورٹ، سفارت خانوں، میڈیا اور اخباروں میں انگریزی ہی انگریزی کی رٹ ہے۔

مکار، چالاک، دشمن سے نہ تو ہماری سرحدیں محفوظ ہیں نہ درس گاہیں، کسی بھی ملک کے وجود یا اس کے نظریے کو ختم کرنا ہو تو اس کی سرحدوں پر حملہ چالاکی سے کیا جائے یا کرایا جائے اور اس ملک کے نونہالوں اور نوجوانوں کے ذہنوں پر ان کی درسگاہوں میں تعلیم کے ذریعے چالاکی سے حملہ کیا جائے۔ وطن عزیز بھی کچھ ان

جیسے حالات سے گزر رہا ہے۔ مکار، چالاک دشمن نے ہمارے ملک کی سرحدوں کو ختم کرنے کے لئے اس دن سے حملے شروع کر دیئے تھے، جب یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا، جب وہ اپنی ان سازشوں میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے ہمیں مفلوج کرنے کے لئے ہمارے ذہنوں پر میڈیا، اخبارات اور رسائل کے ذریعے حملہ کیا، کچھ حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوا، لیکن سو فیصد کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس نے ہماری درس گاہوں پر حملہ کیا اور ایسا تعلیمی نظام دیا، جس نظام سے پڑھے ہوئے نوجوان ظاہر میں اپنے ملک کے باشندے ہوں لیکن اندرونی طور پر وہ مغرب زدہ ہوں (لارڈ میکالے) اپنے مکمل وسائل کے ساتھ مکار، چالاک دشمن نے اپنے اس منصوبے کو سو فیصد عملی جامہ پہنانے کے لئے دینی درس گاہوں اور علماء کرام کو متعصب، انتہا پسند، قدامت پسند، فرقہ واریت کو فروغ دینے والے، تخریب کار، دہشت گرد جیسے نازیبا الفاظ دے کر موردِ الزام ٹھہرایا، مگر ان درس گاہوں کی حفاظت کرنے والے علماء کرام نے بروقت علم الٰہی قرآن وحدیث سے اپنی روحانی مدبرانہ صفات سے مزین ہو کر ہر حملے کا اللہ تعالیٰ کی مدد سے مقابلہ کیا۔

علماء کے اس طبقے نے ہر دور میں صرف ایمان اعمال کی بات نہیں کی بلکہ اپنے ملک پاکستان کی سرحدوں کی بھی حفاظت کی وطن عزیز کی درس گاہوں کی عزت و عظمت کو بھی برقرار رکھا۔ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کیا، ایسے ادارے قائم کئے جس میں غریب عوام کو مفت تعلیم دی جاتی ہے، مفت علاج مہیا کیا جاتا ہے، پہننے کے لئے کپڑے دیئے جاتے ہیں، یہ سارے کام اپنی مدد آپ کے تحت کئے کسی این جی او سے مدد نہیں لی، کسی حکومتی ادارے سے امداد نہیں لی، بفضلہ تعالیٰ علماء کرام کی کاوشوں سے آج ہزاروں ایسے ادارے موجود ہیں جن میں وطن عزیز کے پسماندہ علاقے سے آئے ہوئے عوام، بچے، بچیاں، بوڑھے، علم دین وعصری علوم سیکھ رہے ہیں۔ ان مدارس میں سینکڑوں اور ہزاروں طلباء وطالبات کو روزانہ تین وقت ناشتہ، کھانا دیا جاتا ہے، ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے اور کتابیں مفت دی جاتی ہیں، یہ تمام ادارے بفضلہ تعالیٰ اپنی مدد آپ کے تحت چل رہے ہیں، یہ ادارے اس ملک پاکستان کے سب سے بڑی این جی اوز ہیں، قابل تحسین ہیں وہ علماء کرام اور معاونین جن کے تعاون سے آج یہ ادارے بفضلہ تعالیٰ قائم ودائم ہیں۔

اس سلسلے میں صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کا وہ بیان جو ۱۱/شعبان ۱۴۲۸ھ کو جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر کیا۔ جس میں اہل مدارس کو اپنی نگرانی میں اسکول اور عصری درس گاہیں قائم کرنے کا مشورہ دیا گیا، وہ بیان قابل تائید اور قابل تقلید ہے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ فرماتے ہیں: آج کی صورت حال یہ ہے کہ لوگوں کو مرتد بنایا جا رہا ہے، لوگوں کے دین اور ان کے ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں، ہماری نئی نسل جو اسکولوں کے اندر داخل ہو رہی ہے، جو اسکولوں کے اندر تعلیم حاصل کر رہی ہے، شاید کوئی ایک آدھ اس زہر سے محفوظ رہتا ہو گا ورنہ تو ساری کی ساری نسل جو اسکولوں کے اندر، کالجوں کے اندر، یونیورسٹیوں کے اندر تعلیم حاصل کر رہی ہے دین اسلام کو خیر باد کہہ رہی ہے، دین اسلام سے بیزار ہو رہی ہے، مولانا فرماتے ہیں کہ اس کا علاج کیا ہے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ باقاعدہ ایسے انگریزی مدارس قائم کریں جس کے اندر اعلیٰ درجے کی انگریزی زبان بھی سکھائی جائے اور اعلیٰ درجے کی دینی اور اسلامی تربیت بھی کی جائے اور ان کو ایسا بنا دیا جائے کہ وہ عصر حاضر کے ہر چیلنج کا مقابلہ کر سکیں۔ اس طرح کے ماڈرن انگلش دینی اسکول بنائے جائیں گے تو ایک کھیپ تیار ہو گی، اسی طرح ہر شہر کے اندر جہاں بڑے بڑے مدرسے ہیں وہ اس طرح کے اسکول قائم کریں گے، اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اتنے لوگ آپ کے تیار ہو جائیں گے کہ فوج کے اونچے عہدوں پر وہ پہنچیں گے، عدلیہ کے اونچے عہدوں پر بھی وہ پہنچیں گے اور اسی طریقے سے دوسرے تمام مقامات پر آپ کے تیار کئے ہوئے وہ لوگ موجود ہوں گے، شرط یہی ہے کہ ان کی تربیت اتنی اعلیٰ درجے کی ہو اور ان کو اس معیار پر تیار کیا جائے کہ اسلام ان کی رگ و ریشے میں پیوست ہو جائے اور انگریزی زبان اور عصری علوم پر ان کا عبور قابل رشک قرار پائے، یہ صورت حال آپ نے اختیار کی تو موجودہ حالات کا آپ مقابلہ کر سکیں گے۔

حضرت زید بن ثابتؓ جو اپنے زمانہ میں بڑے عالم اور بڑے مفتی شمار ہوتے تھے، بالخصوص فرائض کے ماہر تھے، کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں فتویٰ، قضاء، فرائض، قرأت میں ان کا شمار چوٹی کے لوگوں میں تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہودی لکھتے تھے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی جو خط وکتابت ہوتی ہے اس پر مجھے اطمینان نہیں کہ گڑبڑ نہ کر دیتے ہوں تو یہود کی زبان سیکھ لے۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ میں پندرہ دن میں ان کی زبان (عبرانی) میں کامل ہو گیا تھا، اس کے بعد سے جو تحریر ان کو جاتی وہ میں ہی لکھتا اور جو تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا۔

دوسری حدیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو (سریانی) زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں، اس لئے مجھ کو (سریانی) زبان سیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا، میں نے سترہ دن میں (سریانی) زبان سیکھ لی تھی۔

والدین سے گزارش ہے اپنے نونہالوں کے لئے ایسے اداروں کا انتخاب کریں، جس میں علماء کرام کی نگرانی میں جدید عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم پڑھائے جاتے ہوں۔

☆☆..........☆☆

فضائل قرآن کریم

پروفیسر عبدالطاہر خان سنگھانوی

قرآن اللہ کا فرمان ہے، دین اسلام کی میزان ہے، توحید کا پیغام اور کفر وشرک کا دندان شکن جواب ہے، نگاہِ مردِ مومن کے لئے فکروعمل کا بنیادی نصاب ہے، تقویٰ کا نسخہ ہے، صراطِ مستقیم ہے، تکمیلِ نعمتِ الٰہی ہے، مقصدِ زندگی کی نشاندہی ہے، شیطان سے آگاہی ہے، اللہ سے تکلم کا ذریعہ ہے، سب سے بہتر دعا ہے، زندگی کا مدعا ہے، روح کی غذا ہے، دل کی شفا ہے، عقل کا رہنما ہے، سینہ کا سکینہ ہے، علوم کا سفینہ ہے، حکمت، بصیرت اور معرفت کا خزینہ ہے، عزت اور ذلت کا ذریعہ ہے۔

فرمان رسولؐ ہے: ''اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے ذریعے کتنے ہی لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے اور کتنے لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔''

قرآن کی تلاوت سے مکانات بقعۂ نور بن جاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

''جن گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے وہ مکانات آسمان والوں کے لئے اس طرح چمکتے ہیں جس طرح زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے۔''

کوئی مکان بظاہر کتنی ہی عالی شان ہو وہ کھنڈر ہے جس کے در ودیوار قرآن کریم کی آواز کے شاہد نہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے دل میں قرآن کریم کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزلہ ویران مکان کے ہے۔''

قرآن کریم دنیا ومافیہا کی نعمتوں میں نعمتِ عظمیٰ ہے، عظیم اور قابلِ قدر ہے وہ مسلمان جس کی زبان پر قرآن ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ ہے، جس نے قرآن کریم پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔''

قرآن، امام الکلام ہے، آپؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔''

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی دیکھئے کہ وہ ایک کے بدلے میں دس دیتا ہے، اللہ کے کلام کا ایک ایک حرف کا اجر دس کے برابر ہے، یہ تو حرف کا شرف ہے اور آیت کی شان یہ ہے کہ ہر آیت، جنت کا ایک نشان ہے، قرآنی آیات اور جنت کے درجات برابر ہیں، جو مسلمان جتنی قرآنی آیات کا ماہر ہوگا، اتنے ہی جنت کے درجات کا مالک ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھتا ہے، وہ ایک نیکی کماتا ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ''الٓمٓ'' ایک حرف ہے، یہ ایک نہیں، تین حرف ہیں: الف ایک، لام ایک، م ایک۔''

آپؐ نے فرمایا:

''روزِ قیامت قاری سے کہا جائے گا کہ قرآن کریم کی قرأت کرتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا، تیری آخری آیت، تیری آخری منزل ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا سب سے موثر اور یقینی ذریعہ اللہ کا کلام ہے، اس سے بڑھ کر کسی اور عمل سے تقربِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی طرف رجوع اور تقرب اس چیز سے زیادہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتا جو خود اللہ سے نکلی ہے یعنی اللہ کا کلام۔''

جو شخص جتنے خلوص اور سوزِ عشق کے ساتھ قرآن کریم کے ذریعہ رابطۂ کلام اور سلسلۂ تکلم قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قاری یعنی اپنا کلام سنانے والے بندے کی طرف اس شخص سے زیادہ نظرِ کرم سے دیکھتے اور غور سے کلام سنتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔''

قرآن مسلمان کے لئے شافع اور مشفع ہے، اس کی شفاعت حجت اور سند ہے، آپؐ نے فرمایا: ''قرآن ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا وکیل ہے جس کی وکالت کو تسلیم کرلیا گیا جو اس کو پیشِ نظر رکھے اس کو یہ جنت کی طرف لے جاتا ہے اور جو اسے نظر اور دل سے دور کردے اس کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔

قیامت کے روز اللہ کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر اور سفارش کرنے والا نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی ولی۔''

قبر میں قرآن کریم مسلمان کے لئے راحت و سکون کا سامان بنتا ہے اور اس کا ساتھ اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک اس کو داخلِ جنت نہیں کروا دیتا۔ کتابِ زندۂ قرآن کریم ہزار نعمتوں سے بڑھ کر ہے، اس کا پڑھنا باعثِ رحمت، سمجھنا باعثِ ہدایت اور عمل کرنا باعثِ نجات ہے۔

☆☆..............☆☆

کھانسی، نزلہ، زکام

کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

نیا جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
[illegible]

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2007

قندِ مکرر

قسط نمبر ۵

قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب

مولانا اللہ وسایا

سوال:...... یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا قادیانی کے زنا کے اس حوالہ سے مرزائی بہت چیں بہ چیں ہوتے ہیں، لیکن اگر یہی الزام مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے تو اس سے مرزائیوں کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں کی؟

جواب:...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب دافع البلاء کے آخری ٹائٹل پیج پر لکھا ہے:

"لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن کریم میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس کا یہ نام رکھنے سے مانع تھے۔"

(روحانی خزائن ج:۱۸ص:۲۲۰)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے چار باتیں ثابت ہوئیں:

۱:...... مسیح شراب پیتا تھا۔

۲:...... فاحشہ عورت اپنی بدکاری کے مال سے خریدا ہوا عطر ان کے سر پر لگاتی تھیں۔

۳:...... فاحشہ عورتیں اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے مسیح کے جسم کو چھوتی تھیں۔

۴:...... غیر محرم جوان عورت مسیح علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں۔

ان گناہوں میں ملوث ہونے کے باعث مسیح علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں حصور نہیں رکھا گیا۔

اس عبارت میں دو چیزیں قابل توجہ ہیں:

۱:...... مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی کتابوں سے مسیح علیہ السلام پر الزام نہیں لگایا بلکہ مسیح علیہ السلام کے دامن کے داغ دار کرنے کے لئے قرآن کریم سے استدلال کیا ہے۔

۲:...... پھر استدلال بھی کیسا بودا اور بے ہودا ہے، اگر قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام کے ان گناہوں کے باعث ان کو حصور نہیں کہا تو قرآن مجید میں باقی انبیاء علیہم السلام حضرت آدم، حضرت نوح خود حضرت محمد علیہم السلام کو بھی حصور نہیں کہا گیا، کیا ان کو بھی حصور نہ کہنے کی یہی وجہ تھی نعوذ باللہ کہ ان سے بھی یہی گناہ ہوا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ازلی بدبخت بدترین دشمن تھا، آپ کی والدہ کے متعلق مرزا نے لکھا ہے کہ:

"مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکے رکھا اور پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔"

(کشتی نوح ص:۱۶)

اور ازالہ اوہام کے ص:۱۲۷ کے حاشیہ پر لکھا ہے:

"حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے۔"

کشتی نوح کے ص:۱۶ پر لکھا ہے:

"آپ کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔"

مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کے خاندان کے متعلق لکھا ہے:

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے آپ کی تین نانیاں اور دادیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۷، حاشیہ)

یہاں اس حوالہ میں دادیاں کا لفظ توجہ طلب ہے، دادی اس کی ہوتی ہے جس کا دادا ہو اور دادا اس کا ہوتا ہے، جس کا باپ ہو مرزا قادیانی حضرت مسیح کی دادیاں کے لفظ لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آپ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے، مرزے قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کے متعلق لکھا ہے:

''مسیح کا چال چلن کیا تھا: ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین اور خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (حوالہ کیلئے مکتوبات احمدیہ ج:۳، ص:۲۱)

مسیح علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے:

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص:۱۳ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے اسی ضمیمہ انجام آتھم کے ص:۷، پر لکھا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں سوائے فریب اور مکر کے کچھ نہ تھا اعجاز احمدی کے ص:۱۳، پر لکھا ہے:

''ہائے کس کے آگے ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔''

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مرزے نے اپنی کتاب نور الحق میں ایک ہزار بار لعنت لعنت لکھ کر کئی صفحات کالے کیے ہیں۔

سوال:...... مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے تو وہ مسیح علیہ السلام کی کس طرح توہین کے مرتکب ہو سکتے ہیں؟

جواب:...... پہلے تو مرزائی یہ بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے کہ ''اس عاجز نے جس نے مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے، میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔''

مرزا قادیانی کے اس فرمان کو قادیانی بار بار پڑھیں وہ کہتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں نہ کہ مسیح موعود جو مجھے مسیح کہے وہ کم فہم، مفتری اور کذاب ہے، اسی کتاب کے ٹائٹل پر دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہا گیا ہے، اب مرزائی ارشاد فرمائیں کہ اندر کی بات صحیح ہے یا ٹائٹل کی یا یہ کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور اس کا جواب مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

۲:...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں، مگر کشتی نوح میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، اب قادیانی بتائیں کہ ازالہ والی بات صحیح ہے یا کشتی نوح والی اور پھر لطف یہ کہ مسیح ابن مریم بننے کے لئے مرزا نے جو کہانی تراشی ہے وہ عجیب ہی عبرت آموز اور حیا سوز ہے۔

مرزا قادیانی کشتی نوح ص:۵۰، ۵۱ پر لکھتا ہے کہ: ''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا'' اور اس سے اگلے صفحے پر دردزہ اور کھجور کا بھی ذکر ہے اب مرزائی فیصلہ کریں کہ اس نے ازالہ میں کہا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اس حوالہ میں کہا کہ میں مسیح ہوں، کیا مرزا قادیانی کے اس طرز عمل سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ اس کے دل میں چور تھا، جیسے چور گھر والوں کو سویا ہوا پا کر چوری کے لئے بے ڈھنگے قدم اٹھاتا ہے یہی کیفیت مرزے کی دماغی بناوٹ کی تھی، اب ظاہر ہے کہ ان دو میں سے ایک بات صحیح اور ایک غلط، مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزے نے کون سی بات صحیح کہی ہے اور کون سی غلط۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا، یہاں ایک سوال یہ بھی رہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو حمل کیسے ٹھہرا؟ اسلامی قربانی صفحہ ۱۲ پر مرزا قادیانی کے مرید باصفا نے حضرت مرزا کا ایک کشف لکھ کر اس معمہ کو حل کر دیا، حضرت نے ایک دفعہ اپنے کشف کی یہ حالت بیان کی کہ گویا آپ عورت ہیں اور خدا نے آپ سے قوت رجولیت کا اظہار کیا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اللہ رب العزت کے متعلق یہ دریدہ دہنی اور: وہ کوئی پھر خود حاملہ خود ہی خود سے پیدا ہو گئے بقلم خود ہو گئے، یہ ''میں ولد میں'' کے معمہ کو حل کرنا مرزائیوں کے ذمہ ہے۔

باقی رہا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ کس طرح مسیح کی توہین کے مرتکب ہوئے، یہ تو ممکن ہی نہیں، بات امکان کی نہیں یہاں تو مسئلہ وقوع کا ہے کہ وہ توہین کے مرتکب ہوئے اس کا باعث مندرجہ ذیل ہے:

۱:...... مرزا قادیانی کے مسیح بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی صفات کا حامل ہوتا، مرزا اس درجہ پر پہنچ نہیں سکتا تھا تو ان کا درجہ کم کر کے اپنے درجہ اور سطح پر ان کو لے آیا کہ جیسے میں ہوں ویسے ہی مسیح تھے۔ (نعوذ باللہ)

۲:...... آئینہ میں انسان کو اپنی شکل نظر آتی ہے، مرزا قادیانی اپنے کریکٹر اور کردار کے آئینہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھتا تھا، اس لئے ان کی توہین کا مرتکب ہوتا تھا۔

۳:...... مسیح بننے کے باعث رقابت کے مرض کا شکار ہو کر واہی تباہی بکنی شروع کر دی کہ چلو میں ان کے جیسا نہیں تو وہ میرے جیسے تھے مرزا قادیانی کو مرض لاحق تھا جب تک حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی بھی پہلو سے توہین نہ کر لیتا اسے چین نہ آتا۔

ازالہ اوہام کے ص:۲۵۸ کے حاشیہ پر مرزا نے لکھا ہے:

خودکشی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جس شخص نے پہاڑ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی طرح چھلانگ لگا کر خودکشی کرتا رہے گا، جس شخص نے زہر کھا کر اپنا کام تمام کیا، جہنم میں وہ زہر ہمیشہ اس کے ہاتھ میں رہے گا، جس شخص نے کسی تیز ہتھیار سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا، جہنم میں ہمیشہ اس کے ہاتھ میں وہ ہتھیار رہے گا اور وہ اسے اپنے جسم میں گھونپتا رہے گا۔''

مرسلہ: عبداللہ بکر

''یہ عاجز اس عمل کو اگر مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم رہتا اور پھر آگے لکھا کہ ابن مریم استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم رہنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا رہا کہ کم درجہ کے بلکہ قریب قریب ناکام رہے۔''

اور اسی کتاب کے ص:۲۹۹ پر ہے:

''مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی۔''

یہ ہے مرزا قادیانی کی خودنمائی اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں اس کی تنقیص کا انداز یا شاطرانہ چال کہ چلو ان کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کرو، پھر ایک اور امر کی طرف توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ظاہر ہے کہ اس میں نبوت تو درکنار شرافت تک قریب نہ پھٹکنے پائی تھی تو مرزا قادیانی نے نبوت کا ایسا تصور دیا کہ الامان۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھا ہے:

ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی ۳۰، ۴۰ سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور یہ ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے، چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں، نانیاں اور دادیاں ہمیشہ سے ایسے نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گو اٹھاتے ہیں، اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔''

اس عبارت سے مرزا قادیانی کی تکنیک (ڈھنگ) کو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ جس منصب کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا تو اس منصب کو کم کر کے اپنے اوپر فٹ کرنے لگتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے منصب پر فائز ہونے کے لئے اسے مسیحی شان اور بزرگی کی ضرورت تھی کہ اس کو پورا نہ کر سکا تو مسیح علیہ السلام کی تنقیص کر کے اسے اپنے برابر لا کھڑا کیا یا ان کو اتنا گرایا کہ خود ان سے افضل ہونے کا مدعی ہو گیا، یہ اس کے حسد اور رقابت کی دلیل ہے، چنانچہ درثمین کے صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے:

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو،
اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''
(نعوذ باللہ)

سوال:...... مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضرت مریم کو صدیقہ لکھا ہے تو جس کو وہ صدیقہ لکھے، اس کی توہین کا کس طرح مرتکب ہو سکتا ہے؟

جواب:...... (سیرۃ المہدی ص:۲۲۰، ج:۳) پر ہے:

''مولوی ابراہیم بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے، اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا لفظ استعمال کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے کہ جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں: ''بھرجائی کاڑی سلام آکھناواں'' جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے، نہ کہ سلام کہنا۔

اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے، نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔'' (سیرۃ المہدی ص:۲۲۰)

زا قادیانی کی یہ کمینگی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں، اب آپ فرمائیں کہ کیا مرزا واقعتاً حضرت مریم کے صدیقہ ہونے کا قائل تھا۔ (جاری ہے)

مفتی اعجاز احمد قاسمی

انگریزی نبی کی زندگی کے چند نقوش

خداوند قدوس نے اپنے بندوں کی رُشد و ہدایت کے لئے اپنے پیغمبروں اور نبیوں کو آسمانی کتابیں دے کر اس دنیا کے اندر مبعوث فرمایا، اور ان کتابوں کے اندر حالت بیماری و تندرستی، مالداری و تنگدستی اور سفر و حضر غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو کے الگ الگ احکامات بھی بیان فرما دیے، تاکہ انسان اپنی طاقت و بساط کے بقدر ان احکامات شرعیہ پر عمل پیرا ہو کر فلاح دارین حاصل کر سکے اور اپنے رب کا مقرب بندہ بن سکے، اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم پردہ کا بھی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ○ وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ○

(سورۂ نور:۱۸،۳۰،۳۱)

مطلب خیز ترجمہ: آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے، اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں، جس میں زنا اور لواطت سب داخل ہے) یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے (اور اس کے خلاف میں آلودگی ہے زنا یا مقدمہ زنا میں) بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو لوگ کیا کرتے ہیں (پس خلاف کرنے والے سزایابی کے مستحق ہوں گے) اور

> ”مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“
> (کرامات الصادقین ج:۷، ص:۴۷ خزائن)

(اسی طرح) مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں، جس میں زنا و سحاق سب داخل ہے)۔“

(خلاصہ تفسیر از بیان القرآن)

آیت شریفہ میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جن چیزوں کو اللہ پاک نے حرام کیا ہے ان پر نگاہ نہ ڈالیں، حرام چیزوں سے نظریں نیچی رکھیں، مثلاً شہوت کے ساتھ کسی کی طرف (خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے، مرد ہوں یا عورتیں) قصداً نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے البتہ بیوی اور باندی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ موجودہ دور میں جھوٹا مدعی نبوت و مسیحیت مرزا قادیانی کو بھی یہ حکم تسلیم ہے۔

چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

۱:...... ”عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔“ (تبلیغ رسالت ج:۱، ص:۴۰)

۲:...... ”اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔“ (نور القرآن در خزائن ج:۹، ص:۴۴۷)

حقیقت یہ ہے کہ پردے کا حکم ایک ایسی مضبوط ڈھال ہے، جس کو استعمال کرنے سے انسان ہر طرح کے معاصی سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور اس کو ترک کرنے سے گناہوں (کبیرہ) کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے:

”النساء حبالۃ الشیطان“

”عورتیں شیطان کے جال ہیں“۔

جس طرح انسان رسی کے ذریعہ کسی چیز کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح شیطان بھی عورتوں کے ذریعہ لوگوں کو گناہوں کی طرف کھینچتا ہے۔

آمدم برسر مطلب:

اب ہم اس (پردے کے) حکم کو سامنے رکھ کر جو مرزا جی نے بھی تسلیم کیا ہے، قادیان کے اس جھوٹے مدعی نبوت کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو اس مطالعہ میں نظر آتا ہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں سے پردہ کرنا تو بہت دور کی بات ہے، وہ اس سے آگے بڑھ کر دوشیزاؤں اور کنواری لڑکیوں سے اپنی جسمانی خدمت بھی لیتا تھا، ان سے

ٹانگیں بھی دبواتا تھا، پہرہ گیری کا کام بھی انہیں کے سپرد کر رکھا تھا اور اپنے سامنے بیٹھا کر انہیں سے پنکھے بھی جھلواتا تھا۔

یہ مسئلہ اگرچہ ایک خانگی اور ذاتی مسئلہ تھا، کسی مورخ یا ناقد کو کسی کے خانگی اور ذاتی مسائل پر بحث نہ کرنی چاہیے مگر چونکہ مرزا قادیانی نبوت کا مدعی ہے بلکہ افضل الرسل اور خاتم النبیین ہونے کا مدعی ہے، اس واسطے ہر مورخ اور ناقد کو یہ حق حاصل ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی کے ہر ہر پہلو پر بحث کرے اور اس کے کیریکٹر کا جائزہ لگائے اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی نبی مرزا قادیانی کی زندگی کے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی جائے اور یہ ساری چیزیں مرزا جی کے معتقدین اور ماننے والوں کی تحریروں سے ہی نقل کی جائیں۔

قادیان کا مشہور اخبار الفضل ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتا ہے:

''حضور (مرزا قادیانی) کو مرحوم (عائشہ) کی خدمت (پاؤں دبانے) کی بہت پسند تھی۔'' (اخبار الفضل ۲۰/ مارچ ۱۹۲۸ء)

نوٹ: مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی تھی، جو تقریباً دو سال مرزا جی کی خدمت میں رہی اور جناب عالی کے پاؤں دبایا کرتی تھی۔

(چودہ میزائل ص:۱۵۴، مصنف مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ)

۲:...... ''میں (زینب بنت عبدالستار شاہ) تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی، بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا، دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند غنودگی اور تھکان معلوم ہوتی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۷۳)

۳:...... ''ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں (مائی رسول بی بی) اور اہلیہ بابو شاہ دین دن رات کو پہرہ دیتی تھیں۔''

(سیرۃ المہدی ج:۳ ص:۲۱۳)

اس بات سے کسی کو دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ مرزا صاحب چونکہ نبی ہیں اور نبی سے کوئی گناہ بلکہ کوئی خلاف ادب امر بھی سرزد نہیں ہوسکتا وہ گناہوں سے بالکل معصوم ہوتے ہیں، لہٰذا مرزا صاحب سے بھی کوئی گناہ نہ ہوا ہوگا، تو ایسے لوگوں کو معلوم رہنا چاہئے کہ مرزا جی نے خود ہی اس بات کی وضاحت کردی ہے:

''مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(کرامات الصادقین ج:۷ ص:۷۲ خزائن)

یعنی جیسے عام انسانوں کو اپنے حق میں معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں ایسے ہی اس مدعی نبوت کو بھی معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم یا آپ خواہ مخواہ مرزا جی کی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹیں ہمیں یقین کرنا چاہئے کہ مرزا جی سے بھی گناہوں کا صدور ہوسکتا ہے وہ معصوم نہیں ہیں، ادھر آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ:

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے، جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور ہی بٹھا کر صاف تلقین توبہ کرتے تھے۔''

(نور القرآن در خزائن ج:۹، ص:۴۴۹)

اور ادھر بزعم خود ان کے ظل اور بروز کا یہ حال ہے کہ نامحرم جواں عورتوں سے دور رہنا تو دور کی بات خود انہیں سے اپنی ٹانگیں بھی دبوا رہا ہے، مرزائیوں کا خود ساختہ نبی گناہوں کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے اس میں ڈوبے جارہا ہے اگر مرزائیوں میں ہمت ہو تو مرزا قادیانی کو ڈوبنے سے بچالیں۔

قارئین کرام! آپ نے پردے کے متعلق قرآنی آیات کی تشریحات اور اس سلسلے میں خود مرزائی تحریرات و تائیدات کا مطالعہ کیا پھر مرزا جی کی زندگی کے چند نمونوں کو بھی پڑھ لیا، نیز اس بات کا اندازہ بھی لگالیا ہوگا کہ آنجہانی کی نبوت کی کیا حقیقت ہے جبکہ حضرات انبیاء علیہم السلام خود پاک و معصوم ہیں پاکبازی اور مقدس زندگی کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرات انبیاء، صادقین علیہم السلام کی شان تو بہت رفیع ہے خود ان کے خلیفہ اس طرح کے خلاف شریعت اور رذیل کاموں سے پاک ہیں، غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل فہرست تاریخ اسلام کے صفحات پر رقم ہے، ان اللہ والوں سے گناہ صغیرہ تک کا صدور تو بہت دور کی بات کبھی اس کا تصور بھی دل میں نہیں آیا، اب قارئین خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ جس انسان سے ایسے خلاف شرع امور سرزد ہوں وہ نبی تو کجا کیا ایک شریف انسان بھی کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

☆☆............☆☆

بزم اطفال

استاد کی شفقت

محمد حذیفہ سعید

سر صداقت جوں ہی کلاس میں داخل ہوئے، ان کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا، کاشف آج پھر کسی لڑکے سے لڑائی کررہا تھا۔ یہ کاشف کا معمول تھا کہ کسی نہ کسی لڑکے سے لڑائی ضرور کرتا، وہ بہت ضدی اور خودسر تھا۔ دراصل کاشف کے ابو امی دونوں انتقال کرچکے تھے۔ ہوا یوں تھا کہ کاشف کے ابو، امی کسی رشتہ دار کی شادی میں گئے تھے، رات کو جب یہ لوگ واپس آرہے تھے تو ان کو ڈاکوؤں نے روک لیا، کاشف کے ابو نے مزاحمت کی تو ان لوگوں نے فائرنگ شروع کردی، جس کے نتیجے میں اس کے ابو امی موقع پر ہی ہلاک ہوگئے، اس طرح کاشف اپنی چچی کے گھر پلنے لگا، چچی اس سے بہت کام کرواتیں، اس لئے مزاجاً وہ چڑچڑا اور احساس کمتری کا شکار ہوگیا تھا۔

ماسٹر صاحب کو اس بات کا بہت احساس ہوا کہ کہیں یہ لڑکا اپنے رویے کی وجہ سے ضائع نہ ہوجائے، ماسٹر صاحب نے کاشف کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ہاف ٹائم میں میرے پاس آنا، ماسٹر صاحب یہ کہہ کر چلے گئے، لیکن لڑکوں میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں کہ اب کیا ہوگا؟ بریک میں کاشف ماسٹر صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے اپنے پاس بٹھا کر پوچھا:

کاشف! تم مجھے بتاؤ ایسا کیوں کرتے ہو؟

کاشف نے ان کو شروع سے لے کر آخر تک تمام حالات بتادیے۔

ماسٹر صاحب نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: بیٹا تم مجھے اپنے باپ کی طرح سمجھو، میری کوئی اولاد نہیں ہے، میں تمہارے چچا سے بات کروں گا، پھر تم میرے گھر پر میرے ساتھ رہنا۔

یہ باتیں سن کر کاشف کی آنکھوں میں آنسو آگئے، ماسٹر صاحب نے کہا: کیوں رورہے ہو؟

کاشف نے کہا: سر! میں اپنے امی ابو کے لئے نہیں روتا بلکہ آپ کی شفقت دیکھ کر میرا دل بھر آیا ہے۔

عقلمندوں نے سچ کہا ہے کہ استاد باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ پھر استاد کی بھرپور توجہ اور شفقت سے کاشف کی دنیا ہی تبدیل ہوگئی۔

کل کا کاشف نہایت ضدی اور خودسر تھا اور آج کا کاشف نہایت ہی سلجھا ہوا با اعتماد بچہ بن چکا ہے۔

☆☆..............☆☆

عقیدۂ ختم نبوت

آیت مبارکہ:

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا“ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:......”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔“

احادیث مبارکہ:

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی نگرانی کرتے تھے ان کی انبیاء، جب کبھی ایک نبی دنیا سے چلا جاتا تو اس کے بعد اور نبی آجاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے، پس وہ بہت ہوں گے۔“

(بخاری، ج:۱، ص:۴۹۱، مسلم، ج:۲، ص:۱۲۶)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں تیس بہت جھوٹے پیدا ہوں گے، سارے کے سارے یہ گمان کرتے ہوں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۴۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) سے فرمایا کہ آپ کا مقام میرے ہاں ایسے ہے جیسے ہارون کا مقام ہے، موسیٰ کے ہاں، مگر بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ (بخاری ج:۲، ص:۶۳۳)

وضو شروع کرتے وقت یہ پڑھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضو کے درمیان میں یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

وضو سے فارغ ہونے کے بعد آسمان کی طرف نظر کرکے یہ دعا پڑھے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ

بزم اطفال

دینی تعلیمات

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی بیویاں تھیں ان کے نام بتایئے کیا کیا ہیں؟

جواب:..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد،

(۲) حضرت سودہؓ بنت زمعہ،

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر الصدیق،

(۴) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ،

(۵) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ،

(۶) حضرت ام سلمہؓ،

(۷) حضرت زینبؓ بنت جحش،

(۸) حضرت میمونہ بنت حارثؓ،

(۹) حضرت جویریہ بنت حارثؓ،

(۱۰) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ،

(۱۱) حضرت صفیہ بنت حییؓ۔

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام بتایئے؟

جواب:..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج فاطمۃ الزہراؓ،

(۲) حضرت ابوالعاص بن الربیع زوج زینبؓ،

(۳) حضرت عثمانؓ ذوالنورین زوج رقیہؓ وام کلثومؓ،

سوال:..... حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟

جواب:...... اس لئے کہ ان کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں تھیں۔

سوال:..... فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب:...... فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

سوال:..... فرشتے کسے کہتے ہیں؟

جواب:...... فرشتے اللہ کی نورانی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری کرتے ہیں اور کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

سوال:.....سوال چار بڑے خلفاء کے نام بتایئے؟

جواب:..... پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ، چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

شعور ختم نبوت

(مولانا قاضی احسان احمد)

سوال:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب:...... قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر زندہ اٹھالیا اور قیامت سے پہلے آپ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

سوال:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں کس حیثیت سے تشریف لائیں گے؟

جواب:..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے۔

سوال:..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو وفات کے بعد ان کی تدفین کہاں ہوگی؟

جواب:...... حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں ہوگی۔

سوال:..... مسیلمہ کذاب کو کس صحابی نے واصل جہنم کیا؟

جواب:...... حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے۔

سوال:..... مقدمہ بہاولپور کی سماعت کے دوران حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی کس بات نے عدالت میں لرزہ طاری کر دیا تھا؟

جواب:...... حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو عدالت میں یہیں کھڑے دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔“

سوال:..... حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا مرزائیوں کے بارے میں کیا کشف تھا؟

جواب:...... حضرتؒ نے فرمایا: ”ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود بھی نہیں ملے گی۔“

سوال:..... بتایئے مرزا قادیانی کے بارے میں یہ رائے کس دینی وعلمی شخصیت نے دی تھی کہ ”مرزا قادیانی کی شخصی زندگی ایسی ہے کہ اس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے“؟

جواب:..... محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے یہ رائے دی تھی۔

سوال:..... چناب نگر کہاں واقع ہے؟

جواب:..... ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں۔

سوال:..... بابائے تحریک ختم نبوت کس شخصیت کو کہا جاتا ہے؟

جواب:..... مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کو۔

سوال:..... مرزا قادیانی ایک خاص قسم کی شراب پیا کرتا تھا، کیا آپ اس کا نام جانتے ہیں؟

جواب:..... ٹانک وائن (Tonic Wine)

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363-2 و 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	مولانا عزیز الرحمٰن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے